جلد ۸ مارچ ۱۹۶۷ء شمارہ ۳

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آلِ عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

سالانہ چندہ چھ روپے

فی پرچہ ساٹھ پیسے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

(آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان!

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

مارچ ۱۹۶۷ء

ایڈیٹر

مسعود احمد دہلوی

سالانہ چندہ چھ روپے

فی پرچہ ۵۰ پیسے

فہرست مضامین

جماعتِ احمدیہ کے قیام کی غرض	ایڈیٹر	۳
"میں خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہوں"	حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام	۱۲
دُعَاجِئْنَا الْوَرٰی فِیْ غَیْرِ وَقْتٍ (عربی نظم)	" " "	۱۷
مگر اعانتِ اسلام مدّعا باشد (فارسی نظم)	" " "	۱۸
خلفاء اللہ تعالیٰ کی اعجازی قدرت کا مظہر ہوتے ہیں۔	حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ	۱۹
حضرت مسیح موعودؑ سے اللہ تعالیٰ کے فتح و نصرت کے وعدے	محترم جناب مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ	۲۴
حج کے ظاہری و باطنی فائدے	مکرم شیخ غلام مجتبیٰ صاحب کوئٹہ	۳۸
برطانیہ کی ایک اہل قلم عیسائی خاتون کی طرف سے اسلام کی ایک بہت بڑی خوبی کا اعتراف	ایڈیٹر	۴۲
بچوں کے صفحات:-		
ایک تاریخی دستار عمل	ایڈیٹر	۴۷
ہر ملک میں تمہاری حفاظت خدا کرے (اردو نظم)	کلام محمود	۴۸

ناشر:- چوہدری محمد ابراہیم، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ، مقام اشاعت:- دفتر ماہنامہ انصاراللہ دارالصدر جنوبی ربوہ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد:۔ ۸	ماھنامہ انصار اللہ ربوہ	شمارہ:۔ ۳

۱۵۔ مارچ ۱۹۶۷ء

دس شرائطِ بیعت کی روشنی میں

جماعتِ احمدیّہ کے قیام کی غرض

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آج سے ۷۸ سال قبل ۲۲ مارچ ۱۸۸۹ء کو بیعت اولیٰ کے وقت جملہ بیعت کنندگان سے یہ عہد بھی لیا تھا کہ وہ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کی دس شرائط بیعت پر پوری طرح کاربند رہیں گے۔ یہ دس شرائط بیعت اُس آسمانی چارٹر یا منشور کی حیثیت رکھتی ہیں جن سے ایک خدائی جماعت کے افراد ہونے کی حیثیت میں ہماری منزلِ مقصود کی نشاندہی ہونے کے علاوہ ہمارے فکر و عمل کی راہیں متعین ہوتی ہیں۔ چنانچہ ان دس شرائط کی بدولت اپنی منزل مقصود کی طرف تیز رفتاری سے بڑھنا اور درمیانی مسافت کو خیر و خوبی کے ساتھ طے کرنا ہمارے لئے مشکل ہی نہیں رہتا بلکہ حد درجہ سہل اور آسان ہو جاتا ہے۔ قبل اس کے کہ ہم یہ واضح کریں کہ دس شرائط بیعت کی روشنی میں جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض کیا ہے ان شرائط بیعت پر نگاہ ڈالنا ضروری ہے۔ ان شرائط کی رو سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہر احمدی سے یہ عہد لیا ہے کہ:۔

اوّل:۔ وہ آئندہ اُس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک[۱] سے مجتنب رہے گا۔

دوم:۔ (۵) جھوٹ[۱] اور زنا[۲] اور بدنظری[۳] اور ہر ایک فسق[۴] و فجور[۵] اور ظلم[۶] اور خیانت[۷] اور فساد[۸] اور بغاوت[۹]

کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں[10] کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہوگا۔ اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔

سوم: (وہ) پنج وقتہ[11] نماز موافق حکم خدا اور رسولؐ کے ادا کرتا رہے گا اور حتی الوسع نماز تہجد[12] کے پڑھنے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود[13] بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں[14] کی معافی مانگنے اور استغفار[15] کرنے میں مداومت اختیار کرے گا اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں[16] کو یاد کرکے اس کی حمد اور[17] تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائے گا۔

چہارم: (وہ) عام خلق اللہ[18] کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے[19] نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔ نہ زبان[20] سے نہ ہاتھ[21] سے نہ کسی اور[22] طرح سے۔

پنجم: (وہ) ہر حال رنج و راحت اور عسر و یسر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری[23] کرے گا اور بہر حالت راضی[24] بقضا ہوگا۔ اور ہر ایک ذلت اور دکھ[25] قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں تیار رہے گا۔ اور کسی مصیبت کے وارد[26] ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیرے گا بلکہ آگے قدم[27] بڑھائے گا۔

ششم: (وہ) اتباع رسم[28] و متابعت ہوا و ہوس[29] سے باز آجائے گا اور قرآن شریف[30] کی حکومت کو بکلی اپنے سر پر قبول کرے گا اور قال اللہ اور[31] قال الرسول کو اپنی ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔

ہفتم: (وہ) تکبر[32] اور نخوت[33] کو بکلی چھوڑ دے گا اور فروتنی اور عاجزی[34] اور خوش خلقی[35] اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔

ہشتم: (وہ) دین اور دین[36] کی عزت اور ہمدردی[37] اسلام کو اپنی جان[38] اور اپنے مال[39] اور اپنی عزت[40] اور اپنی اولاد[41] اور اپنے ہر عزیز سے زیادہ تر عزیز[42] سمجھے گا۔

نہم: (وہ) عام خلق اللہ[43] کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں[44] سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

دہم: (وہ) اس عاجز سے عقد اخوت[45] محض للہ باقرار طاعت در معروف[46] باندھ کر اس پر تا وقت مرگ[47] قائم رہے گا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں[48] اور تعلقات[49] اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔"

(اشتہار ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء)

اگرچہ بیعت کی یہ شرائط تعداد میں دس ہیں لیکن اگر ان دس شرائط کا بنظر غائر تفصیلی مطالعہ کیا جائے

تو یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ ان دس شرائط بیعت میں ایک احمدی سے کم و بیش پچاس۵۰ عہد لئے گئے ہیں۔ ان پچاس عہدوں اور ترتیب وار ان کی تفصیل پر روشنی ڈالنا فی الوقت ہمارے مدّنظر نہیں۔ البتہ ان دس شرائط بیعت سے یہ ظاہر و باہر ہے کہ اجمالاً یہ پچاس عہد جملہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی کما حقہ ادائیگی کے علاوہ دین اسلام کی سربلندی کے لئے جان اور مال اور عزت اور اولاد کی قربانی اور امام وقت کی کامل اطاعت اور فرمانبرداری اور اس کے ساتھ محض للہ محبت اور عشق کے تعلق پر حاوی ہیں۔ بالفاظ دیگر ان دس شرائطِ بیعت اور ان کی رو سے کئے جانے والے کم و بیش پچاس عہدوں کا لب لباب اور نچوڑ یہ ہے کہ ان پر کاربند ہونے والے بیعت کنندگان کے ذریعہ ایک ایسی جماعت معرضِ وجود میں آئے جو اس زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدسی صفات اور اطاعت گزار و جان نثار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جماعتِ مقدسین و مطہرین کا پورا پورا نمونہ ہو کیونکہ یہ دس شرائطِ بیعت اور ان میں بیان کردہ کم و بیش پچاس عہد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ کی مثالی زندگیوں کا ہی عکس ہیں اور ایسی جماعت کے معرض وجود میں لانے سے غرض یہ ہے کہ تا یہ بیعت کنندگان اپنے پاک نمونے اور اپنی جانی و مالی قربانیوں اور امام وقت کے ساتھ اپنے بے مثال تعلقِ محبت و عشق اور کامل اطاعت کے ذریعہ ایک دُنیا کو راہ راست پر لانے کا وسیلہ ٹھہریں۔

پس دس شرائطِ بیعت اس امر کی آئینہ دار ہیں کہ جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض ایک ایسی جماعت کو معرضِ وجود میں لانا ہے جو اس آخری زمانہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قدسی صفات صحابہؓ کی مثیل ہو۔ تا یہ جماعت صحابہ کرامؓ ہی کی طرح تزکیۂ نفس، تعلق باللہ، محبتِ الٰہی، ہمدردیٔ خلق اور ان کے جملہ عملی تقاضوں کو پورا کرے نیز محبت و اخوت اور وفاشعاری و اطاعت گزاری کا وہی نمونہ دکھائے اور دنیا میں اعزاز و غلبۂ اسلام کی خاطر اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنی ہر عزیز سے عزیز شے کو قربان کرتی چلی جائے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام انہی دس شرائط بیعت کے تحت لی جانے والی بیعت کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"یہ سلسلۂ بیعت محض بمراد فراہمیٔ طائفہ متقین یعنی تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت کے جمع کرنے کے لئے ہے تا ایسے متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا نیک اثر ڈالے اور ان کا اتفاق اسلام کے لئے برکت و عظمت و نتائج خیر کا موجب ہو اور وہ بہ برکت کلمۂ واحدہ پر متحد ہونے کے اسلام کی پاک و مقدس خدمات میں جلد کام آسکیں ..... اور (وہ) اسلامی کاموں کے انجام دینے کے لئے عاشقِ زار کی طرح فدا ہونے کو تیار ہوں اور تمام تر کوشش اس بات کے لئے کریں کہ ان کی عام برکات دنیا میں پھیلیں" (ازالۂ اوھام)

نیز حضور علیہ السلام سلسلۂ بیعت کے آغاز اور قیامِ جماعت کی اسی غرض کو ایک اور جگہ دوسرے الفاظ میں بصورتِ اجمال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"اللہ تعالیٰ نے اِس سلسلہ کو قائم کرنے سے یہی چاہا ہے کہ وہ ایسی جماعت تیار کرے جیسی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی تاکہ اِس آخری زمانہ میں یہ جماعت قرآن شریف اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور عظمت پر گواہ ٹھہرے۔"

(ملفوظات جلد اوّل ص۳۵۶)

اب چونکہ دس شرائطِ بیعت کا مقصد اِس آخری زمانہ میں صحابہ کرامؓ کے نقشِ قدم پر چلنے والی جماعت قائم کرنا تھا اس لئے حضور علیہ السلام نے بار بار بیعت کنندگان کو تلقین فرمائی کہ وہ شرائطِ بیعت پر کماحقہٗ عمل پیرا ہوکر اپنے اندر وہی صدق وصفا، وہی اخلاص و وفا، اور وہی اطاعت و فدائیت کا جذبہ پیدا کریں جو صحابہؓ کا طرۂ امتیاز تھا۔ چنانچہ فرماتے ہیں اور کس درد سے فرماتے ہیں:۔

"اللہ تعالیٰ نے اِس جماعت کو جو مسیح موعودؑ کے ساتھ ہے یہ درجہ عطا فرمایا ہے کہ وہ صحابہؓ کی جماعت سے ملنے والی ہے۔ وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ مفسروں نے مان لیا ہے کہ یہ مسیح موعود والی جماعت ہے اور یہ گویا صحابہؓ ہی کی جماعت ہوگی کیونکہ مسیح موعودؑ آپؐ ہی کے ایک جمال میں آئے گا اور تکمیلِ تبلیغ و اشاعت کے کام کے لئے وہ مامور ہو گا۔

اِس لئے دل غم میں ڈوبتا رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو بھی صحابہؓ کے انعامات سے بہرہ ور کرے۔ ان میں وہ صدق و وفا، وہ اخلاص اور اطاعت پیدا ہو جو صحابہؓ میں تھی۔"

(ملفوظات جلد دوم ص۱۵۰)

نیز حضور علیہ السلام ایک اور جگہ دس شرائطِ بیعت پر عمل پیرا ہوکر صحابہ کرامؓ کی طرح صدق و صفا اور اخلاص و وفا کا نمونہ پیش کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"(بیعت کے ذریعہ) میرے ساتھ تعلق پیدا کرتے ہو تو میرے اغراض و مقاصد کو پورا کرو اور وہ یہی ہیں کہ خدا تعالیٰ کے حضور اپنا اخلاص اور وفاداری دکھاؤ اور

قرآن شریف کی تعلیم پر اسی طرح عمل کرو جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کر کے دکھایا اور صحابہؓ نے کیا۔ قرآن شریف کے صحیح منشاء کو معلوم کرو اور اس پر عمل کرو۔ خدا تعالیٰ کے حضور اتنی ہی بات کافی نہیں ہو سکتی کہ زبان سے اقرار کر لیا اور عمل میں کوئی روشنی اور سرگرمی نہ پائی جاوے۔ یاد رکھو وہ جماعت جو خدا تعالیٰ قائم کرنا چاہتا ہے وہ عمل کے بدوں زندہ نہیں رہ سکتی۔ یہ وہ عظیم الشان جماعت ہے جس کی تیاری حضرت آدمؑ کے وقت سے شروع ہوئی، کوئی نبی دنیا میں نہیں آیا جس نے اس دعوت کی خبر نہ دی ہو۔ پس اس کی قدر کرو۔ اور اس کی قدر یہی ہے کہ اپنے عمل سے ثابت کر کے دکھاؤ کہ اہلِ حق کا گروہ تمہیں ہو۔"

(ملفوظات جلد سوم ص۳۷)

نیز صحابہؓ ہی کی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی اور اطاعت کی تلقین کرتے ہوئے حضور علیہ السلام مزید فرماتے ہیں:۔

"تم اپنی زندگی میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ دکھاؤ۔ (صحابہ کی طرح) وہی حالت پیدا کرو۔ اور اگر دیکھو کہ وہی حالت نہیں ہے تو تم طاغوت کے پیرو ہو۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۱۸۷)

مزید برآں حضورؑ نے بشارت دی کہ دس شرائطِ بیعت پر عمل کے نتیجہ میں اس جماعت کے اندر صحابہؓ کے مثیل پیدا ہوتے چلے جائیں گے۔ کیونکہ یہ خدائی تقدیر ہے جو بہر حال پوری ہو کر رہے گی۔ چنانچہ فرمایا:۔

"جس نے اِس سلسلہ کو قائم کیا ہے اُس نے پہلے ازل سے ہی ایسے آدمی رکھے ہیں جو بکلّی صحابہؓ کے رنگ میں رنگین اور انہی کے نمونہ پر چلنے والے ہوں گے اور خدا تعالیٰ کی راہ میں ہر طرح کے مصائب برداشت کرنے والے ہوں گے۔ اور جو اس راہ میں مر جائیں گے وہ شہادت کا درجہ پائیں گے۔"

(ملفوظات جلد ۹ صفحہ ۲۱۶)

اِس میں کیا شک ہے کہ اللہ تعالےٰ نے حضور علیہ السلام کو ایسے ہی مخلص اور فدائی صحابہ عطا فرمائے جو بلکلی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضؓ کے رنگ میں رنگین تھے۔ ان میں حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہید رضؓ اور ان جیسے دوسرے، اعلیٰ مرتبت اصحاب بھی پیدا ہوئے جنہوں نے راہِ حق میں اپنی جانیں قربان کر کے شہادت کا مرتبہ پایا اور اس طرح ثابت کر دکھایا کہ مسیح موعود کی جماعت وَّاٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ کی مصداق ہوتے ہوئے دراصل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضؓ ہی کی جماعت ہے۔

پس دس شرائطِ بیعت کی روشنی میں جماعتِ احمدیہ کے قیام کا مقصد واضح ہے اور وہ یہی ہے کہ ہم اِن شرائط پر کما حقہٗ عمل کر کے اپنے آپ کو صحابہ رضؓ کا مثیل بنائیں۔ لہٰذا احمدی ہونے کی حیثیت میں ہمارا یہ اوّلین فرض ہے کہ ہم صحابہ رضؓ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے وہی للّٰہیت، وہی خشیت، وہی تقویٰ، وہی محبت، وہی فدائیت، وہی اطاعت، وہی نفس کی پاکیزگی، وہی اخلاقِ فاضلہ، اور ان سب کا نچوڑ وہی روحانیت اپنے اندر پیدا کریں جو صحابہ رضؓ کا طرۂ امتیاز تھی تاکہ ہم نہ صرف خود اپنی زندگی کے مقصد میں کامیاب ہوں اور ہماری عاقبت محمود ہو بلکہ ہم روحانیت کی پیاسی اور حق کی متلاشی دنیا کو حق و صداقت سے بہرہ ور کرنے اور خود اپنی ہی طرح دوسروں کی بھی کایا پلٹنے کا موجب بنیں۔

دس شرائطِ بیعت اور ان میں کئے جانے والے کم و بیش پچاس عہد ہرگز کوئی وقتی یا عارضی عہد نہ تھے بلکہ آج سے ۸۰ سال قبل لئے جانے والے یہ عہد مستقل دائمی اور ہمیشہ ہمیش جاری رہنے والے عہد ہیں۔ اِسی لئے اللہ تعالےٰ نے جماعتِ احمدیہ میں خلافت کے آسمانی نظام کو جاری فرما کر اس امر کا انتظام فرمایا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جانشینوں کی حیثیت سے خلفاء کے ہاتھ پر ان دس شرائطِ بیعت اور ان میں لئے گئے کم و بیش پچاس عہدوں کی نسلاً بعد نسلٍ تا قیامت بار بار تجدید ہوتی چلی جائے تاکہ خلافت کی برکت سے ان دس شرائطِ بیعت پر کما حقہٗ عمل درآمد کے ذریعہ صحابہ رضؓ کے مثیل دنیا میں پیدا ہو ہو کر اپنے صدق و صفا، اپنے اخلاص و وفا اور اپنے بے مثال جذبہ محبت و اطاعت کے عملی مظاہروں سے دنیا میں اسلام کو غالب کرتے چلے جائیں۔

جماعتِ احمدیہ کے ایثار پیشہ افراد نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد انہی دس شرائطِ بیعت پر کاربند رہنے کا عہد حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے دستِ مبارک پر باندھا۔ پھر آپ کے وصال کے بعد حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے دستِ مبارک پر اسی عہد کی تجدید ہوئی۔ اور آپ کے وصال کے بعد اب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے دستِ مبارک پر ہم نے پھر ایک بار اسی عہد کی تجدید کی ہے۔

اِس عہد کی ایک بار پھر تجدید کے بعد ہمارا مدبر حبۂ اولیٰ یہ فرض ہے کہ ہم اپنے اِس عہد کے عین مطابق حقوق اللہ اور حقوق العباد کی کما حقہٗ ادائیگی کے علاوہ دینِ اسلام کی سربلندی کے لئے ایک نئے جوش اور نئے عزم کے ساتھ اپنی جان، اپنے مال، اپنی عزت اور اپنی اولاد کی قربانی پیش کرتے چلے جائیں اور اس میں ہم اُس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتے جب تک کہ ہم حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بھی شرائطِ بیعت کی دسویں اور آخری شرط کے مطابق اپنے عقدِ اخوت و محبت اور فرمانبرداری و اطاعت میں ایسے اعلیٰ درجہ کے نہ ہوں کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقات اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جائے۔ ہم جنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دستِ مبارک پر عہدِ طاعت در معروف باندھا ہے دس شرائطِ بیعت کے لفظ لفظ ہی نہیں حرف حرف اور شعشے شعشے پر کاربند ہو کر اپنے آپ کو صحابہ کے مثیل بنانے میں کوشاں رہنے کے پابند ہیں۔ ہم عند اللہ اپنے عہدِ بیعت پر اُس وقت تک پورا اُترنے والے شمار نہیں ہو سکتے جب تک کہ ہم ان دس شرائط پر کماحقہٗ عمل پیرا ہو کر اپنے وجود میں ان کا عملی نمونہ پیش نہ کریں اور اپنے مثیلِ صحابہؓ ہونے پر اپنے عمل سے مہرِ تصدیق ثبت نہ کر دکھائیں۔

اس لحاظ سے دس شرائطِ بیعت اور ان میں کئے گئے کم و بیش بچاس عہد وہ آئینہ ہیں جس میں ہم روحانی اور عملی لحاظ سے اپنے خدوخال، اپنی شکل و صورت اور اپنے کردار و سیرت کا عکس دیکھ کر اندازہ کر سکتے ہیں کہ آیا ہمارا قدم صحابہ کرامؓ کے نقشِ قدم پر ہے یا نہیں اور یہ کہ ہم خدانخواستہ کہیں للّٰہیت و خشیت، محبت و فدائیت اور اخلاص و اطاعت کے اُس راستہ سے اِدھر اُدھر تو نہیں ہو رہے جس پر چل کر صدرِ اوّل میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے اور اس آخری زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ نے سرخروئی حاصل کی۔ بالفاظِ دیگر دس شرائطِ بیعت ہمارے لئے محاسبۂ نفس کا بہترین ذریعہ ہیں۔ پس ان شرائط کو ہر آن ذہنوں میں مستحضر رکھنا، ان کے جملہ تقاضوں سے آگاہی حاصل کرنا، اپنے عمل و کردار کو ان کے مطابق بنانا، اور پھر اِن کی روشنی میں اپنی ہر حرکت و سکون کا جائزہ لیتے رہنا ہمارے لئے ازبس ضروری ہے۔ اس کے بغیر ہم اُس غرض کو پورا کرنے والے قرار نہیں پا سکتے جس کی خاطر اللہ تعالیٰ نے اس آخری زمانہ میں جماعت احمدیہ کو اپنے ایک عظیم الشان مامور کے ذریعہ قائم فرمایا ہے۔ اور پھر اسے خلافت کے آسمانی نظام سے سرفرازی بخشی ہے۔

اپنے ۸۰ سالہ پرانے دائمی عہد کی حال ہی میں از سرِ نو تجدید کے بعد ہر لمحہ اور ہر آن جاری رہنے والا یہ محاسبہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ ہماری روحانی بقا اور صدق و صفا کا انحصار اسی پر ہے اگر اس محاسبہ کے نتیجہ میں ہم اپنے اندر پاک تبدیلی کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو ہم باوجود چھوٹے اور

کمزور ہونے کے اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم الشان بشارت کے مصداق ثابت ہوتے ہیں اور اگر خدانخواستہ ہم میں سے کوئی اپنی سستی اور غفلت کی وجہ سے ان شرائط کے متعین کردہ راستہ سے ہٹ جاتا ہے یا ان پر بظاہر عمل پیرا ہونے کے باوجود تکبر اور نخوت سے اپنا دامن پاک کرنے میں کامیاب نہیں ہوتا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر نہیں کرتا تو وہ اپنے آپ کو ایک خطرناک وعید کا مصداق بنانے والا ٹھہرتا ہے۔ ہم اس خدائی بشارت اور اس خدائی وعید کو حضور علیہ السلام ہی کے الفاظ میں پیش کر کے اپنی ان معروضات کو ختم کرتے ہیں۔ حضور علیہ السلام جملہ بیعت کنندگان کو خبردار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"خدا تعالیٰ نے مجھے فرمایا اِصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَ وَحْيِنَا۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ۔ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ

یعنی میری آنکھوں کے روبرو اور میرے حکم سے کشتی بنا۔ وہ لوگ جو تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ نہ تجھ سے بلکہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔ یہ خدا کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھوں پر ہے۔ یہی بیعت کی کشتی ہے جو انسانوں کی جان اور ایمان کے بچانے کے لئے ہے

لیکن بیعت سے مراد وہ بیعت نہیں جو صرف زبان سے ہوتی ہے اور دل اس سے غافل اور روگرداں ہے۔ بیعت کے معنے بیچ دینے کے ہیں۔ جو شخص درحقیقت اپنی جان اور مال اور آبرو کو اس راہ میں بیچتا نہیں میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ خدا کے نزدیک بیعت میں داخل نہیں۔ بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ ابھی تک ظاہری بیعت کرنے والے بہت ایسے ہیں کہ نیک ظنّی کا مادہ بھی ہنوز ان میں کامل نہیں، اور ایک کمزور بچے کی طرح ہر ایک ابتلاء کے وقت ٹھوکر کھاتے ہیں، اور بعض بدقسمت ایسے ہیں کہ شریر لوگوں کی باتوں سے جلد متاثر ہو جاتے ہیں۔ اور بدگمانی کی طرف ایسے دوڑتے ہیں جیسے کتّا مُردار کی طرف۔ پس میں کیونکر کہوں کہ وہ حقیقی طور پر بیعت میں داخل ہیں مجھے وقتاً فوقتاً ایسے آدمیوں کا علم بھی دیا جاتا ہے مگر اذن نہیں دیا جاتا کہ اُن کو مطلع کروں۔ کئی چھوٹے ہیں جو بڑے کئے جائیں گے، اور کئی بڑے ہیں جو چھوٹے کئے جائیں گے۔

پس مقام خوف ہے۔"
(براہین احمدیہ حصہ پنجم)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں جنہوں نے سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دستِ مبارک پر بیعت کر کے ۰ ۱سال قبل کئے جانے والے عہد کی از سرِ نو تجدید کی ہے اپنے فضل سے دس شرائط بیعت پر کما حقہٗ عمل کرنے اور ان میں کئے گئے جملہ عہد دل کو عملاً پورا کر دکھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

اے ہمارے رحمٰن و رحیم خدا! تو محض اپنے فضل سے ہمیں اُن چھوٹوں میں شامل فرما جن کے لئے تیری جناب میں بڑا ہونا مقدر ہے اور اپنے رحم و کرم سے اُن نام کے بڑوں اور بڑ بولوں میں شامل ہونے سے محفوظ رکھ جن کے لیے خود ان کی شومیٔ قسمت سے چھوٹا کیا جانا مقدر ہو۔ آمین اللّٰھم آمین۔

(مسعود احمد دہلوی)

عملِ صالح کی تعریف!

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کے ساتھ عملِ صالح بھی رکھا ہے عملِ صالح اسے کہتے ہیں جس میں ایک ذرہ بھر فساد نہ ہو۔ یاد رکھو کہ انسان کے عمل پر ہمیشہ چور پڑا کرتے ہیں۔ وہ کیا ہیں؟ ریاکاری (کہ جب انسان دکھاوے کے لئے ایک عمل کرتا ہے) عُجب (کہ وہ عمل کر کے اپنے نفس میں خوش ہوتا ہے) اور قسم قسم کی بدکاریاں اور گناہ جو اس سے صادر ہوتے ہیں۔ ان سے اعمال باطل ہو جاتے ہیں۔ عملِ صالح وہ ہے جس میں ظلم، عُجب، ریا، تکبّر اور حقوقِ انسانی کے تلف کرنے کا خیال تک نہ ہو۔" (ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۲۷۴، ۲۷۵)

-: کلماتِ طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام :-

مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہوں،

اُس نے ارادہ فرمایا ہے کہ میرے ذریعہ قرآنی تعلیمات کو ہر قوم میں شائع اور رائج فرمائیگا

امام الزمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے اغراض و مقاصد کو تفصیلی رنگ میں دیکھا جائے تو اس کی بہت سی شاخیں ہیں لیکن مجمل طور پر ہم ان کو چار حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں اوّل زندہ خدا پر زندہ یقین پیدا کرنا دوم اسلام کو تمام ادیان پر غالب کرنا سوم صلیبی شوکت کو توڑنا چہارم احیائے اسلام اور تجدید دین کا فریضہ انجام دینا۔ ذیل میں حضور علیہ السلام کے ملفوظات ہدیۂ قارئین کئے جاتے ہیں جن میں حضورؑ نے اپنی بعثت کے ان مقاصد پر روشنی ڈالی ہے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں :-

(۱) "وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہو گئی ہے اس کو دُور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں۔ اور وہ دینی سچائیاں جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہو گئی ہیں ان کو ظاہر کر دوں اور وہ روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے اس کا نمونہ دکھلاؤں۔ اور خدا کی طاقتیں جو انسان کے اندر داخل ہو کر توجہ یا دعا کے ذریعہ نمودار ہوتی ہیں حال

کے ذریعہ سے نہ محض قال سے ان کی کیفیت بیان کروں۔ اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک قسم کے شرک کی آمیزش سے خالی ہے جو اب نابود ہو چکی ہے اس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودا لگا دوں۔ اور یہ سب کچھ میری قوت سے نہیں ہوگا بلکہ اُس خدا کی طاقت سے ہوگا جو آسمان اور زمین کا خدا ہے''

(لیکچر لاہور صک؟)

۲۔ ''بیس برس کا عرصہ ہُوا کہ مجھے الہام ہُوا:۔

قل جاء الحق وزھق الباطل انّ الباطل کان زھوقا۔ کلّ برکۃ من محمّد صلّی اللہ علیہ وسلم فتبارک من علم وتعلم قل ان افتریتہ فعلیّ اجرامی۔ ھو الّذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحقّ لیظھرہ علی الدّین کلّہ لا مبدّل لکلمات اللہ۔ ظلموا وانّ اللہ علی نصرھم لقدیر۔

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد۔ پاک محمد مصطفٰی نبیوں کا سردار۔ خدا تیرے سب کام درست کر دے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ ....

ان تمام الہامات میں یہ پیشگوئی تھی کہ خدا تعالیٰ میرے ہاتھ سے اور میرے ہی ذریعہ سے دین اسلام کی سچائی اور تمام مخالف دینوں کا باطل ہونا ثابت کر دے گا۔ سو آج وہ پیشگوئی پوری ہو گئی کیونکہ میرے مقابل پر کسی مخالف کو تاب و تواں نہیں کہ اپنے دین کی سچائی ثابت کر سکے۔ میرے ہاتھ سے آسمانی نشان ظاہر ہو رہے ہیں اور میرے قلم سے قرآنی حقائق و معارف چمک رہے ہیں۔ اٹھو اور تمام دُنیا میں تلاش کرو کہ کیا کوئی عیسائیوں میں سے یا سکھوں میں سے یا یہودیوں میں سے یا کسی اور فرقہ میں سے کوئی ایسا ہے کہ آسمانی نشانوں کے دکھلانے اور معارف اور حقائق کے بیان کرنے میں میرا مقابلہ کر سکے۔ میں وہی ہوں جس کی نسبت یہ حدیث صحاح میں موجود ہے کہ اس کے عہد میں تمام ملتیں ہلاک ہو جائیں گی مگر اسلام کہ وہ ایسا چمکے گا جو درمیانی زمانوں میں کبھی نہیں چمکا ہوگا'' (تریاق القلوب صفحہ ۱۲۰-۱۲۲)

۳۔ ''روحانی طور پر دین اسلام کا غلبہ جو حجج قاطعہ اور براہین ساطعہ پر موقوف ہے اِس عاجز کے ذریعہ سے مقدر ہے۔ گو اِس کی زندگی میں یا بعد وفات ہو...... خلاصہ کلام یہ کہ اس زمانہ میں ہر ایک ذریعہ اشاعت دین کا اپنی وسعت تامہ کو پہنچ گیا ہے اور گو دنیا پر بہت سی ظلمت اور تاریکی چھا رہی ہے مگر پھر بھی ضلالت کا دور اختتام پر پہنچا ہوا معلوم ہوتا ہے اور گمراہی کا کمال روبہ زوال نظر آتا ہے..... مخلوق پرستی کی عمارت کا بودا ہونا دانشمند لوگوں پر کھلتا جاتا ہے اور مصنوعی خدا پھر دوبارہ عقلمندوں کی نظر میں انسانیت کا جامہ پہنتے جاتے ہیں....

پس خداوند تعالیٰ نے اس احقر عباد کو اس زمانہ میں پیدا کر کے اور صدہا نشان آسمانی اور خوارق غیبی اور معارف و حقائق مرحمت فرما کر اور صدہا دلائل عقلیہ قطعیہ پر علم بخش کر یہ ارادہ فرمایا ہے کہ تا تعلیمات حقہ قرآنی کو ہر قوم اور ہر ملک میں شائع اور رائج فرما دے اور اپنی حجت ان پر پوری کر دے۔"

(براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۹ - ۵۰۲ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳)

۴۔ "مجھ کو اس الہام ھو الّذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحقّ لیظھرہ علی الدّین کلّہٖ کے یہ معنی سمجھائے گئے تھے کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تا میرے ہاتھ سے خدا تعالیٰ اسلام کو تمام دینوں پر غالب کرے۔ اور اس جگہ یاد رہے کہ یہ قرآن شریف میں ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے جس کی نسبت علماء محققین کا اتفاق ہے کہ یہ مسیح موعود کے ہاتھ پر پوری ہو گی سو جس قدر اولیاء اور ابدال مجھ سے پہلے گزر گئے ہیں کسی نے ان میں سے اپنے تئیں اس پیشگوئی کا مصداق نہیں ٹھہرایا اور نہ یہ دعویٰ کیا کہ اس آیت مذکورہ بالا کا مجھ کو اپنے حق میں الہام ہوا ہے لیکن جب میرا وقت آیا تو مجھ کو یہ الہام ہوا اور مجھ کو بتلایا گیا کہ اس آیت کا مصداق تو ہے اور تیرے ہی ہاتھ سے اور تیرے ہی زمانہ میں دین اسلام کی فوقیت دوسرے دینوں پر ثابت ہو گی چنانچہ یہ کرشمہ قدرت مہوتسو کے جلسہ میں ظہور میں آ چکا اور اس جلسہ میں میری تقریر کے وقت بمقابل تمام تقریروں کے ہر ایک فرقہ کے وکیل کو طوعاً یا کرہاً اقرار کرنا پڑا کہ بے شک دین اسلام اپنی خوبیوں کے ساتھ ہر ایک مذہب سے بڑھا ہوا ہے۔"

(تریاق القلوب صفحہ ۴۱ نشان نمبر ۲۱)

۵۔ "خدا تعالیٰ نے اس عاجز کو شرف مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف فرما کر اس صدی چہاردہم کا مجدد قرار دیا ہے اور ہر ایک مجدد کا بلحاظ حالت موجودہ زمانہ کے ایک خاص کام ہوتا ہے جس کے لئے وہ مامور کیا جاتا ہے۔ سو اسی سنت اللہ کے موافق یہ عاجز صلیبی شوکت کے توڑنے کے لئے مامور ہے یعنی خدا تعالیٰ کی طرف سے اس خدمت پر مقرر کیا گیا ہے کہ جو کچھ عیسائی پادریوں نے کفارہ اور تثلیث کے باطل مسائل کو دنیا میں پھیلایا ہے اور خدائے واحد لا شریک کی کسر شان کی ہے یہ تمام فتنہ سچے دلائل اور روشن براہین اور پاک نشانوں کے ذریعہ سے فرو کیا جائے۔ اس بات کی کس کو خبر نہیں کہ دنیا میں اس زمانہ میں ایک ہی فتنہ ہے جو کمال کو پہنچ گیا ہے اور الٰہی تعلیم کا سخت مخالف ہے یعنی کفارہ اور تثلیث کی تعلیم جس کو صلیبی فتنہ کے نام سے موسوم کرنا چاہئے کیونکہ کفارہ اور تثلیث کے تمام اغراض صلیب کے ساتھ وابستہ ہیں۔ سو خدا تعالیٰ نے آسمان پر سے دیکھا کہ یہ فتنہ بہت بڑھ گیا ہے اور یہ زمانہ اس فتنہ کے تموّج اور طوفان کا زمانہ ہے پس خدا نے اپنے وعدہ کے موافق چاہا کہ اس صلیبی فتنہ کو پارہ پارہ کرے اور اس نے ابتداء سے اپنے نبی مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے خبر

خبر دی تھی کہ جس شخص کی ہمت اور دعا اور قوت بیان اور تاثیر کلام اور انفاسِ کا فرکُش سے یہ فتنہ فرو ہوگا اسی کا نام اُس وقت عیسٰی اور مسیح موعود ہوگا ....." (انجام آتھم - روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۴۶)

۶۔ " خدا تعالیٰ نے مجھ کو اِس زمانہ کی اصلاح کے لئے بھیجا ہے تا وہ غلطیاں جو بجز خدا تعالےٰ کی خاص تائید کے نکل نہیں سکتی تھیں وہ مسلمانوں کے خیالات سے نکالی جائیں اور منکرین کو سچے اور زندہ خدا کا ثبوت دیا جائے اور اسلام کی عظمت اور حقیقت تازہ نشانوں سے ثابت کی جائے۔ سو یہی ہو رہا ہے۔ قرآن کریم کے معارف ظاہر ہو رہے ہیں۔ لطائف اور دقائق کلام ربّانی کے کھل رہے ہیں۔ نشان آسمانی اور خوارق ظہور میں آرہے ہیں اور اسلام کے حسنوں اور نوروں اور برکتوں کا خدا تعالےٰ نئے سرے سے جلوہ دکھلا رہا ہے۔ جس کی آنکھیں دیکھنے کی ہیں دیکھے اور جس میں سچا جوش ہے وہ طلب کرے اور جس میں ایک ذرہ حب اللہ اور رسول کریمؐ کی ہے وہ اٹھے اور آزمائے اور خدا تعالےٰ کی اِس پسندیدہ جماعت میں داخل ہووے جس کی بنیادی اینٹ اس نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے۔ اور اب یہ کہنا کہ اب وحیٔ ولایت کی راہ مسدود ہے اور نشان ظاہر نہیں ہو سکتے اور دعائیں قبول نہیں ہوتیں یہ ہلاکت کی راہ ہے نہ سلامتی کی۔ خدا تعالےٰ کے فضل کو رد مت کرو۔ اٹھو! آزماؤ اور پرکھو۔ پھر اگر یہ پاؤ کہ معمولی سمجھ اور معمولی عقل اور معمولی باتوں کا انسان ہے تو قبول نہ کرو۔ لیکن اگر کرشمۂ قدرت دیکھو اور اُسی ہاتھ کی چمک پاؤ جو مویّدانِ حق اور مکلّمانِ الٰہی میں ظاہر ہوتا رہا ہے تو قبول کرلو۔" (برکات الدعا۔ روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۲۴)

۷۔ " بالآخر میں ہر ایک مسلمان کی خدمت میں نصیحتاً کہتا ہوں کہ اسلام کے لئے جاگو کہ اسلام سخت فتنہ میں پڑا ہے اُس کی مدد کرو کہ اب یہ غریب ہے۔ اور میں اسی لئے آیا ہوں اور مجھے خدا تعالےٰ نے علم قرآن بخشا ہے اور حقائق معارف اپنی کتاب کے میرے پر کھولے ہیں اور خوارق مجھے عطا کئے ہیں۔ سو میری طرف آؤ تا اس نعمت سے تم بھی حصہ پاؤ۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں خدا تعالےٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہوں۔ کیا ضرور نہ تھا کہ ایسی عظیم الفتن صدی کے سر پر جس کی کھلی کھلی آفات ہیں ایک مجدد کھلے کھلے دعوٰے کے ساتھ آتا۔ سو عنقریب میرے کاموں کے ساتھ تم مجھے شناخت کرو گے۔ ہر ایک جو خدا تعالےٰ کی طرف سے آیا اُس وقت کے علماء کی ناسمجھی اُس کے سدّ راہ ہوئی۔ آخر جب وہ پہچانا گیا تو اپنے کاموں سے پہچانا گیا کہ تلخ درخت شیریں پھل نہیں لاسکتا۔ اور خدا غیر کو وہ برکتیں نہیں دیتا جو خاصوں کو دی جاتی ہیں۔"

(برکات الدعا۔ روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۳۴ - ۳۶)

۸۔ "اِس تاریکی کے زمانہ کا نور میں ہی ہوں۔ جو شخص میری پیروی کرتا ہے وہ اُن گڑھوں اور خندقوں سے

بچایا جائے گا جو شیطان نے تاریکی میں چلنے والوں کے لئے تیار کئے ہیں۔ مجھے اُس نے بھیجا ہے کہ تا میں امن اور حلم کے ساتھ دنیا کو سچے خدا کی طرف رہبری کروں اور اسلام میں اخلاقی حالتوں کو دوبارہ قائم کر دوں اور مجھے اس نے حق کے طالبوں کی تسلّی پانے کے لئے آسمانی نشان بھی عطا فرمائے ہیں اور میری تائید میں اپنے عجیب کام دکھلائے ہیں اور غیب کی باتیں اور آئندہ کے بھید جو خدا تعالیٰ کی پاک کتابوں کی رو سے صادق کی شناخت کے لئے اصل معیار ہے میرے پر کھولے ہیں اور پاک معارف اور علوم مجھے عطا فرمائے ہیں اس لئے اُن روحوں نے مجھ سے دشمنی کی جو سچائی کو نہیں چاہتیں اور تاریکی سے خوش ہیں مگر میں نے چاہا کہ جہاں تک مجھ سے ہو سکے نوعِ انسان کی ہمدردی کروں۔"

(مسیح ہندوستان میں روحانی خزائن جلد ۱۵ صـ ۱۳)

(مرتبہ: حبیب اللہ خان صاحب ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام کالج۔ ربوہ)

صداقت معلوم کرنے کا طریق!

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"آپ خدا کے واسطے اِس امر پر غور کریں اور اپنے دوستوں کو بھی وصیت کریں کہ وہ میرے معاملہ میں جلدی سے کام نہ لیں بلکہ نیک نیتی اور خالی الذہن ہو کر سوچیں اور پھر خدا تعالیٰ سے اپنی نمازوں میں دعائیں مانگیں کہ وہ ان پر حق کھول دے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر انسان تعصب اور ضد سے پاک ہو کر حق کے اظہار کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرے گا تو ایک چلّہ نہ گزرے گا کہ اُس پر حق کھل جائے گا۔"

(ملفوظات جلد ۲ صـ ۱۶۰)

منظوم عربی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

وَمَاجِئْنَا الْوَرٰی فِیْ غَیْرِ وَقْتٍ

(اور ہم خلق اللہ کے پاس بے وقت نہیں آئے)

وَاِنَّا النَّاظِرُوْنَ اِلٰی قَدِیْرٍ — قَرِیْبٍ قَادِرٍ حِبٍّ مُدَانِیْ

اور ہم اُس قدیر کی طرف دیکھ رہے ہیں جو قریب ہے اور قادر ہے جو بندہ اور اس کے دل میں حائل ہو جاتا ہے

وَاِنَّا الشَّارِبُوْنَ کُئُوْسَ جِدٍّ — وَاِنَّا الْکَاسِرُوْنَ فُئُوْسَ خَانِیْ

اور ہم پُرحکمت باتوں کے پیالے پی رہے ہیں اور ہم فضول گو کے تیروں کو توڑ رہے ہیں ،

وَاِنَّا الْوَاصِلُوْنَ قُصُوْرَ مَجْدٍ — وَاِنَّا الْفَاصِلُوْنَ مِنَ الْاَدَانِیْ

اور ہم بزرگی کے محلوں تک پہنچ گئے ہیں اور ہم نے ادنیٰ لوگوں سے جدائی اختیار کر لی ہے ،

وَاَبْدَرَنَا مِنَ الرَّحْمٰنِ بَدْرٌ — فَنَحْنُ الْمُبْدِرُوْنَ وَلَا نُمَانِیْ

اور ہمارے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک چاند نکلا ہے سو ہم چاند کو پانے والے ہیں اور انتظار کرنے والے نہیں

وَنَحْنُ الْفَائِزُوْنَ کَمَالَ فَوْزٍ — وَنَحْنُ الْمُنْعِمُوْنَ وَلَا نُعَانِیْ

اور ہم کمال کامیابی تک پہنچ گئے ہیں اور ہم نعمتوں میں وقت بسر کرتے ہیں اور سختی نہیں اٹھاتے

وَبَارَزْنَا الْعِدَا مُتَسَلِّحِیْنَا — وَلَسْنَا قَاعِدِیْنَ کَمِثْلِ وَانِیْ

اور ہم مسلح ہو کر مخالفوں کے مقابل پر کھڑے ہو گئے ہیں اور ایک سست آدمی کی طرح ہم بیٹھنے والے نہیں ہیں

وَمَاجِئْنَا الْوَرٰی فِیْ غَیْرِ وَقْتٍ — وَذُوْحِجْرٍ یَرٰی وَقْتَ الرَّثَانِ

اور ہم خلق اللہ کے پاس بے وقت نہیں آئے اور عقلمند جانتا ہے کہ بارش کا وقت کونسا ہے

(نور الحق الحصہ الاولیٰ)

منظوم فارسی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

مگر اعانتِ اسلام مدّعا باشد!

(میرا مدّعا تو صرف تائیدِ اسلام ہے)

بیامدم کہ رہِ صدق را درخشانم — بدلستاں برم آں را کہ پارسا باشد

میں اس لئے آیا ہوں کہ صدق کی راہ کو روشن کردوں اور دلبر کے پاس اسے چلوں جو نیک و پارسا ہے

بیامدم کہ درِ علم و رشد بکشایم — بخاک نیز نمایم کہ در سما باشد

میں اس لئے آیا ہوں کہ علم و حکمت کا دروازہ کھولوں اور اہلِ زمین کو وہ چیزیں دکھاؤں جو آسمانی ہیں۔

دماغ و کبرِ ہمہ منکرانِ دیں شکنم — من ایستادہ ام اینک دگر کجا باشد

میں منکرانِ دین کے غرور و تکبر کو توڑ رہا ہوں۔ لو میں حاضر ہوں میرے مقابل پر کوئی دوسرا کہاں ہے؟

چو مہرِ انور و تاباں ہمے فشانم نور — دگر کجا و چنیں قدرتے کرا باشد

میں روشن اور چمکدار سورج کی طرح نور پھیلا رہا ہوں۔ دوسرا کہاں ہے! اور ایسی قدرت کس میں ہے

نہ کارہا کہ کنم و ز نشاں کہ بنمایم — عیاں شود کہ ہمہ کارم از خدا باشد

وہ کام جو میں کرتا ہوں اور ان نشانوں سے جو میں دکھاتا ہوں یہی ظاہر ہوتا ہے کہ میرا سارا کاروبار خدا کی طرف سے ہے

کنوں کہ در چمنِ من ہزار گل بشگفت — گر از طلب ننشینی عجب خطا باشد

اب جبکہ میرے چمن میں ہزاروں پھول کھل چکے ہیں اگر تو طلب نہ کرے تو سخت غلطی ہوگی

بروئے یار کہ ہرگز نہ رتبتے خواہم — مگر اعانتِ اسلام مدعا باشد

خدا کی قسم میں ہرگز کوئی عزت اور مرتبہ نہیں چاہتا میرا مدعا تو صرف تائیدِ اسلام ہے

(تریاق القلوب ۴)

خلفاء اللہ تعالیٰ کی اعجازی قدرت کا مظہر ہوتے ہیں

دُنیا کی کوئی طاقت انہیں مرعوب نہیں کر سکتی

(سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ)

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۸؍نومبر ۱۹۶۶ء کو بمقام محمد آباد (سندھ) خطبہ ارشاد کرتے ہوئے مقام خلافت کی عظمت کو نہایت بصیرت افروز پیرایہ میں واضح فرمایا۔ حضور نے فرمایا خلفاء ایک طرف تذلل اور فروتنی اور عاجزی اپنے کمال کو پہنچی ہوئی ہوتی ہے اور ان کا دل بے انداز محبت و ہمدردی سے پر ہوتا ہے۔ دوسری طرف وہ اللہ تعالیٰ کی اعجازی قدرت کا مظہر ہوتے ہیں اس لئے دنیا کی کوئی طاقت انہیں مرعوب نہیں کر سکتی۔ حضور کے اس خطبہ کا بار بار اور بغور مطالعہ از بس ضروری ہے تاکہ ہمیں مقام خلافت کی عظمت کا صحیح عرفان حاصل ہو اور ہم اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے بن کر اپنی ذمہ داریوں کو کما حقہٗ ادا کرنے کے قابل بنیں۔ حضور کے اس انتہائی اہم خطبہ کا ایک حصہ ذیل میں ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے۔

(ادارہ)

" جتنے خلفائے راشدین ہوئے ہیں (یعنی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد سے خلافتِ راشدہ شروع ہوئی پھر اس خلافت کے بعد کچھ اور لوگ آگئے آخر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اللہ تعالےٰ

نے پھر خلافت کا مضبوط نظام قائم فرمایا اور یہ نظام اُس وقت تک قائم رہے گا جب تک کہ جماعت اپنے آپ کو خدا کی نگاہ میں اس انعام کی مستحق ثابت کرتی جائے گی۔ ان تمام خلفاء کے حالات کا مطالعہ کرو تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ وہ تمام خلفاء تذلل اور فروتنی اور عاجزی کی راہوں کو اختیار کرتے چلے آئے ہیں۔ میں نے بھی خدا کے حکم کے مطابق اس کی رضا کے لئے اور تمام خلفائے راشدین کی سنّت کے مطابق عجز کی راہوں کو اختیار کیا ہے۔ مَیں آپ میں سے آپ کی طرح کا ہی ایک انسان ہوں۔ اور آپ میں سے ہر ایک کے لئے اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اتنا پیار پیدا کیا ہے کہ آپ لوگ اس کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ بعض دفعہ سجدہ میں مَیں جماعت کے لئے اور جماعت کے افراد کے لئے یوں دعا کرتا ہوں کہ اے خدا! جن لوگوں نے مجھے خطوط لکھے ہیں ان کی مرادیں پوری کر دے۔ اے خدا! جو مجھے خط لکھنا چاہتے تھے لیکن کسی سستی کی وجہ سے نہیں لکھ سکے ان کی مرادیں بھی پوری کر دے۔ اور اے خدا! جنہوں نے مجھے خط نہیں لکھا اور نہ انہیں خیال آیا ہے کہ دعا کے لئے خط لکھیں اگر انہیں تکلیف ہے یا اُن کی کوئی حاجت اور ضرورت ہے تو ان کی تکلیف کو بھی دور کر دے اور حاجتیں بھی پوری کر دے۔

لیکن بعض دفعہ بعض نادان فنا اور نیستی کے اِس مقام کو کمزوری سمجھنے لگ جاتے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی عاجزی کی راہ کو اختیار کیا، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد جو خلفاء اور مجدد ہوئے انہوں نے بھی عجز کے اسی راستہ کو اختیار کیا۔ تو بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ شخص بڑا کمزور ہے کیونکہ یہ عاجزی اختیار کرتا ہے۔ وہ یہ نہیں سمجھتے کہ ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی عظمت کا کچھ ایسا جلوہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے نفس کو بھی اور دُنیا کی ساری مخلوق کو بھی مُردہ سمجھتے ہیں۔ نہ ہی اپنے آپ کو کچھ سمجھتے ہیں، نہ دُنیا کو کچھ سمجھتے ہیں۔ اور اِس عجز کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کی اعجازی قدرت کا مظہر بن جاتے ہیں۔ گویا ایسے لوگوں کے لئے فنا اور نیستی کے مقام سے اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ایک چشمہ پھوٹتا ہے۔ اس لئے دُنیا کی کوئی طاقت انہیں مرعوب نہیں کر سکتی۔ انہیں ساری دنیا کے مال بھی کوئی لالچ نہیں دے سکتے۔ جب خدا کا یا اس کے دین کا معاملہ ہو تو کسی دوسرے کے سامنے ان کا سر جھکا نہیں کرتا۔ ورنہ وہ تو ایک فقیر اور مسکین کے سامنے

بھی جھک رہے ہوتے ہیں اور عاجزی دکھا رہے ہوتے ہیں لیکن جب خدا تعالیٰ کے فعل اور قول کا اور خدا تعالیٰ کے نام اور اس کی عظمت کا دنیا اور دنیاداروں سے تصادم ہو جائے تو پھر دنیا اُن کے پاؤں کی خاک بھی نہیں ہوتی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ خود اُن کا مربّی اور معلم ہوتا ہے۔ آپ اِس بات کو اچھی طرح یاد رکھیں۔

پس یا تو ہمارا یہ عقیدہ ہی غلط ہے کہ خلیفۂ وقت ساری دُنیا کا استاد ہے اور اگر یہ سچ ہے اور یقیناً یہی سچ ہے تو دنیا کے عالم اور دنیا کے فلاسفر شاگرد کی حیثیت سے ہی اس کے سامنے آئیں گے، استاد کی حیثیت سے اس کے سامنے نہیں آئیں گے۔

خلیفۂ وقت کا انکسار، اس کی عاجزی و فروتنی، اس کا تذلل یہی اس کا مقام ہے۔ وہ اِس ایمان اور یقین پر قائم ہوتا ہے کہ میں لاشئے ہوں، کچھ بھی نہیں ہوں، نہ علم ہے مجھ میں، نہ فراست ہے مجھ میں، نہ ہی کوئی طاقت ہے مجھ میں، اگر کچھ ہے تو وہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہے، وہ جتنا علم دے، جتنی طاقت دے، جتنی فراست دے اُسی کی عطا ہے اور اُسی کے جلال اور عظمت کے لئے خرچ کی جاتی ہے۔ کہیں بھی اُس کا اپنا وجود نظر نہیں آتا۔ مٹی کے ذرات ہوا میں بکھر جائیں تب بھی اُن کا کچھ وجود ہوتا ہے لیکن ایسے شخص کا وجود اتنا بھی باقی نہیں رہتا۔

میں آپ کو وضاحت کے ساتھ بتانا چاہتا ہوں کہ جس شخص کو بھی اللہ تعالیٰ آپ کا خلیفہ بنائے گا اس کے دل میں آپ کے لئے بے انتہا محبت پیدا کر دے گا۔ اور اس کو یہ توفیق دے گا کہ وہ آپ کے لئے اتنی دعائیں کرے کہ دعائیں کرنے والے ماں باپ نے بھی آپ کے لئے اتنی دعائیں نہ کی ہوں گی۔ اور اس کو یہ بھی توفیق دے گا کہ آپ کی تکلیفوں کو دور کرنے کے لئے ہر قسم کی تکلیف وہ خود برداشت کرے اور بشاشت سے کرے اور آپ پر احسان جتائے بغیر کرے۔ کیونکہ وہ خدا کا نوکر ہے آپ کا نوکر نہیں ہے۔ اور خدا کا نوکر خدا کی رضا کے لئے ہی کام کرتا ہے کسی پر احسان رکھنے کے لئے کام نہیں کرتا۔ لیکن اس کا یہ حال اور اس کا یہ فعل اِس بات کی علامت نہیں ہے کہ اس کے اندر کوئی کمزوری ہے اور آپ اسکی کمزوری سے ناجائز فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ وہ کمزور نہیں۔ خدا کے لئے اس کی گردن اور کمر ضرور جھکی ہوئی ہے لیکن خدا کی طاقت کے بل بوتے پر وہ کام کرتا ہے، ایک یا دو آدمیوں کا سوال ہی نہیں میں نے بتایا ہے کہ ساری دنیا بھی مقابلہ میں آجائے تو اس کی نظر میں کوئی چیز نہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت کے ابتداء میں جب عظیم فتنہ نے سر اٹھایا اور اُس لشکر کے بھجوانے یا نہ بھجوانے کا سوال پیدا ہوا جو نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے تیار کیا تھا تو آپ نے فرمایا کہ مدینہ کی گلیوں میں مسلمان بچّوں اور عورتوں کی لاشیں کتے گھسیٹتے پھریں تو بھی مجھے کوئی پرواہ نہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ضرور جاری ہوگا۔ انہوں نے ایسا اِس لئے کہا اور اِس لئے کیا کہ ان پر اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال کا ایسا جلوہ ظاہر ہو چکا تھا کہ ساری دنیا ان کے لئے مُردہ کی حیثیت رکھتی تھی۔ اصل زندگی تو اللہ تعالیٰ کی ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کی دین اور عطا کے نتیجہ میں اصل زندگی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام، آپ کی عزت آپ کی عظمت اور جو آپ نے فیصلے فرمائے ہیں ان کا قیام اہم ہے۔ اس کے لئے ساری دنیا مرجائے، سارے مسلمانوں کو قربان ہونا پڑے تو ہو جائیں لیکن جو کچھ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اس کے خلاف نہیں ہو سکتا۔ غناء کا جذبہ بھی اللہ تعالیٰ ہی اپنے عاجز بندوں کے دلوں میں پیدا کرتا ہے۔ وہ کسی چیز کی پرواہ نہیں کرتے۔ جس طرح خدا تعالیٰ غنی ہے ان کو بھی وہ غنی بنا دیتا ہے۔ نہ پیسے کی پرواہ اور محبت اور نہ ہی دنیا کی کسی وجاہت کی محبت ان کے دل میں باقی رہتی ہے۔ وہ تو اپنے وجود سے ہی ختم ہو جاتے ہیں۔

تو کہیں غلطی کرکے کوئی شخص نقصان نہ اٹھائے!! کوئی یہ نہ سمجھے کہ شاید یہ فروتنی اور عاجزی کہیں کمزوری کا نتیجہ ہے۔ کمزوری کہیں نہیں۔ کمزوری تو اُس شخص میں ہو جس کی اپنی کوئی طاقت بھی ہو۔ جس کی اپنی کوئی طاقت ہی نہیں اس کی کمزوری کیسی!! اُس نے جو کچھ بھی لینا ہے بہرحال آسمان سے لینا ہے۔ اور آسمانی طاقت کے مقابلہ میں آپ زمین کی کونسی طاقت کو لاکر کھڑا کر دیں گے۔!!

پس اپنے خدا سے ڈرتے ڈرتے اپنی زندگی کے دن گزاریں۔ اور سلسلہ احمدیہ جو نظام بھی قائم کرتا ہے اس کی پابندی کو اپنی خوش قسمتی سمجھیں کیونکہ اس میں برکت ہے۔ یہ برکت محض زبانی دعویٰ نہیں۔ خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت ہمیں بتا رہی ہے کہ اسی میں برکت ہے۔ ۱۹۳۴ء میں تحریک جدید کے لئے آپ نے کتنے پیسے دیئے تھے، ایک لاکھ!! جتنے روپے آپ نے پہلے سال حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے دیئے تھے اُس سے کہیں زیادہ آج اللہ تعالیٰ نے احمدیت کی گود میں لا ڈالے ہیں۔ پس جو فرائض ہیں وہ ادا کرتے چلے جائیں جو خدا تعالیٰ کے وعدے ہیں وہ آپ کے حق میں پورے ہوتے چلے جائیں گے۔ خدا تعالیٰ کے سامنے اِباء و استکبار اور بغاوت اور فسوق کا طریقہ ہرگز اختیار نہ کریں اور نہ ہی اس کے سلسلہ کے سامنے۔ بڑے بڑے تعلّی کرنے والے پیدا ہوئے خدا تعالیٰ کے قہر نے انہیں مسل کر رکھ دیا اور ان کا نام و نشان مٹا دیا۔ حضرت

مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا زمانہ بڑا لمبا تھا۔ بیرونی فتنے تو تھے ہی وقفہ وقفہ کے بعد اندرونی فتنے بھی سر اٹھاتے رہے۔ لیکن وہ فتنہ پرداز کہاں ہیں؟! اور جماعت کا قدم کہاں تک جا پہنچا ہے۔ کبھی دیکھا تو کرو!! وہ ناکامی و نامرادی کے اندھیروں میں گم ہو گئے اور جماعت کے قدم آسمانِ فتح و نصرت کے ستاروں پر پڑنے لگ گئے۔

تو خدا تعالیٰ کے شکر گزار بندے بن کر زندگی کے دن گزاریں اور جو ذمہ داریاں آپ پر بحیثیت ایک احمدی کے عائد ہوتی ہیں۔ انہیں پورا کرنے کی کوشش کریں۔ ہمیشہ دعا کرتے رہیں کہ اے خدا! ہم سے غفلت ہو جائے تو معاف کر دے اور ہمیں خود اپنے فضل سے توفیق دے کہ ہم اپنی ذمہ داریوں کو کما حقہ، نبھا سکیں، کیونکہ اگر تُو اپنے فضل سے ہمیں توفیق نہ دے گا تو ہم میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ اُن ذمہ داریوں کو نبھا سکیں جو تو نے ہم پر عاید کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ میرے ساتھ بھی ہو اور آپ کے ساتھ بھی ہو آمین۔"

(الفضل ۲۱ دسمبر ۱۹۶۶ء)

میرا مذہب!

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"میں سچ سچ کہتا ہوں اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اور میری جماعت مسلمان ہے، اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر اسی طرح ایمان لاتی ہے جس طرح پر ایک سچے مسلمان کو لانا چاہیئے میں ایک ذرہ بھی اسلام سے باہر قدم رکھنا ہلاکت کا موجب یقین کرتا ہوں اور میرا یہی مذہب ہے کہ جس قدر فیوض اور برکات کوئی شخص حاصل کر سکتا ہے اور اور جس قدر تقرب الی اللہ پا سکتا ہے وہ صرف اور صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچی اطاعت اور کامل محبت سے پا سکتا ہے ورنہ نہیں۔ آپ کے سوا اب کوئی راہ نیکی کی نہیں" (ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۲۲۴، ۲۲۵)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے فتح و نصرت کے وعدے

آپ کے الہامات کی روشنی میں

محترم جناب مرزا عبد الحق صاحب ایڈووکیٹ سرگودھا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات اور آپ کے کشوف اور رؤیا (وہ بھی جہاں تک کہ انبیاء علیہم السلام کا تعلق ہے ایک قسم کا الہام ہی ہوتے ہیں) آپ کے لئے فتح اور نصرت اور آپ کے ہاتھوں اسلام کی سربلندی اور غلبہ کے وعدوں سے بھرے پڑے ہیں۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو کوئی جگہ بھی ان سے خالی نہیں۔ لیکن وہ آپ کے ساتھ محبت کے اظہار میں جھلک رہے ہیں اور کہیں پیشگوئیوں میں بیان کئے گئے ہیں۔ مقصد سب کا ایک ہی ہے۔ یہ کیا چھوٹا سا الہام ہے انت منّی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی کہ تو مجھے ایسا ہے جیسے میری توحید اور تفرید۔ لیکن یہ کیا کچھ بیان کر گیا۔ اسیطرح I LOVE YOU کیا چھوٹا سا جملہ ہے لیکن اپنے اندر کیا کچھ لئے ہوئے ہے۔ اس زمین و آسمان کے مالک خدا کی محبت ہی درحقیقت تمام کامیابیوں اور کامرانیوں اور فتح اور نصرت کی کلید ہے۔ جہاں یہ ہے وہاں سب کچھ ہی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سب سے پہلی رؤیا جو تحریر فرمائی ہے وہ زمانہ تحصیل علم کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتایا کہ دین اسلام کی تازگی اور اس کی ترقی آپ کے ذریعہ سے ہوگی۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"اوائل ایام جوانی میں ایک رات میں نے رؤیا میں دیکھا کہ میں ایک عالیشان مکان میں ہوں جو نہایت پاک اور صاف ہے اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اور چرچا ہو رہا ہے۔ میں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ حضورؐ کہاں تشریف فرما ہیں۔ انہوں نے مجھے اس مکان کے ایک کمرہ کا پتہ دیا۔ میں اس کے اندر چلا گیا اور جب میں حضورؐ کی خدمت

میں پہنچا تو حضورؐ بہت خوش ہوئے اور آپ نے مجھے بہترین طور پر سلام کا جواب دیا جیسا کہ
میں نے سلام عرض کیا تھا۔ آپ کا حسن و جمال اور ملاحت اور مجھ پر آپ کی پُر شفقت نگاہ
مجھے اب تک یاد ہے اور وہ مجھے کبھی بھول نہیں سکتی۔ آپ کی محبت نے مجھے فریفتہ کر لیا
اور آپ کے حسین و جمیل چہرہ نے مجھے اپنا گرویدہ بنا لیا۔ اس وقت آپ نے مجھے فرمایا کہ اے
احمد تیرے ہاتھ میں کیا چیز ہے۔ جب میں نے اپنے ہاتھ کی طرف دیکھا تو معلوم ہوا کہ میرے
ہاتھ میں ایک کتاب ہے اور وہ مجھے اپنی ہی تصنیف معلوم ہوئی۔ میں نے عرض کیا حضور یہ میری
ایک تصنیف ہے۔"

(ترجمہ از آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۴۸)

۲۔ "آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کتاب کو دیکھ کر عربی زبان میں پوچھا کہ تو نے اس کتاب کا کیا نام
رکھا ہے۔ خاکسار نے عرض کیا کہ اس کتاب کا نام میں نے قطبی رکھا ہے۔ جس نام کی تعبیر اب اس اشتہاری
کتاب کے تالیف ہونے پر یہ کھلی کہ وہ ایسی کتاب ہے جو قطب ستارہ کی طرح غیر متزلزل اور مستحکم
ہے جس کے کامل استحکام کو پیش کر کے دس ہزار روپے کا اشتہار دیا گیا ہے۔
غرض آنحضرتؐ نے وہ کتاب مجھ سے لے لی اور جب وہ کتاب حضرت مقدس نبوی کے
ہاتھ میں آئی تو آنجناب کا ہاتھ مبارک لگتے ہی ایک نہایت خوش رنگ اور خوبصورت میوہ بن گئی کہ جو
امرود سے مشابہ تھا مگر بقدر تربوز تھا۔ آنحضرتؐ نے جب اُس میوہ کو تقسیم کرنے کے لئے قاش قاش کرنا چاہا۔
تو اس قدر اُس میں سے شہد نکلا کہ آنجناب کا ہاتھ مبارک مرفق تک شہد سے بھر گیا۔ تب ایک مُردہ
کہ جو دروازہ سے باہر پڑا تھا آنحضرتؐ کے معجزہ سے زندہ ہو کر اس عاجز کے پیچھے آکھڑا ہوا اور یہ
عاجز آں حضرتؐ کے سامنے کھڑا تھا۔ جیسے ایک مستغیث حاکم کے سامنے کھڑا ہوتا ہے اور آنحضرتؐ
بڑے جاہ و جلال اور حاکمانہ شان سے ایک زبردست پہلوان کی طرح کرسی پر جلوس فرما تھے۔ پھر خلاصہ
کلام یہ کہ ایک قاش آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اس غرض سے دی کہ تا میں اُس شخص کو دوں کہ جو
نئے سرے زندہ ہوا اور باقی تمام قاشیں میرے دامن میں ڈال دیں۔ اور وہ ایک قاش میں نے اُس
نئے زندہ کو دے دی اور اس نے وہیں کھا لی پھر جب وہ نیا زندہ اپنی قاش کھا چکا تو میں نے دیکھا
کہ آنحضرتؐ کی کرسی مبارک اپنے پہلے مکان سے بہت ہی اونچی ہو گئی اور جیسے آفتاب کی کرنیں چھوٹتی
ہیں ایسا ہی آنحضرتؐ کی پیشانی مبارک متواتر چمکنے لگی کہ جو دین اسلام کی تازگی اور ترقی کی طرف اشارت تھی۔ تب
اُسی نور کے مشاہدہ کرتے کرتے آنکھ کھل گئی۔ والحمد للہ علی ذالک۔" (براہین احمدیہ حصہ ۳ صفحہ ۲۴۸، ۲۴۹
حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱)

اس رؤیا کا پہلا حصہ آئینہ کمالات اسلام سے اس وجہ سے لیا گیا ہے کہ وہاں وہ زیادہ تفصیل سے ہے قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس رؤیا کے وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عمر پچیس سال کے قریب تھی یہ بنیاد تھی اس بات کی کہ آپ کے ذریعہ دین اسلام کی تازگی اور اس کی ترقی کا نہایت عظیم الشان کام لیا جائے گا۔ اس میں آپ کی فطرتی پاکیزگی اور آپ کی صلاحیتوں اور آپ کی حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت اور حضورؐ کی آپ سے محبت کا نقشہ تھا جس کے بغیر یہ کام ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ ایسے انسان کا سر اس زمین و آسمان کے مالک خدا کے قدموں پہ ہوتا ہے۔ اور زمین و آسمان کی عزتیں اور فتح و نصرت اس کے قدموں پہ ہوتی ہیں۔ ایسا انسان کائنات کا نچوڑ ہوتا ہے۔ وہ اس لئے نہیں بھیجا جاتا کہ اسے اپنے مقاصد عالیہ میں شکست اور ناکامی ہو کیونکہ ایسا ہونا اس بھیجنے والے خدا کی عزت اور جلال اور قدرت کے منافی ہے۔ پس فتح و نصرت ہر قدم پر اس کے ساتھ ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ہمیں یہی نظر آتا ہے۔

آپ کی عمر ابھی تیس سال کی تھی کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو بتایا۔ تَرٰى نَسْلًا بَعِيْدًا ثَمَانِيْنَ حَوْلًا اَوْ قَرِيْبًا مِّنْ ذٰلِكَ اَوْ تَزِيْدُ عَلَيْهِ سِنِيْنًا۔ یعنی ایک دور کی نسل دیکھ لے گا۔ تیری عمر ۸۰ برس کی ہوگی یا دو چار کم یا چند سال زیادہ۔ اور تو اس قدر عمر پائے گا۔ آپ ان محنتوں اور مشقتوں کی وجہ سے جو آپ عبادات اور دعاؤں میں برداشت کر رہے تھے اپنی صحت کو برباد کر رہے تھے اور[2] بیماریوں دوران سر اور ذیابیطس کے آپ مریض تھے لیکن اللہ تعالےٰ نے آپ کو شروع میں ہی بتا دیا کہ آپ کی عمر میں برکت دی جائے گی اور سب بیماریوں اور مشقتوں کے باوجود آپ ۸۰ سال کے قریب عمر پائیں گے اور آپ کو نسل بعید کی بھی خوشخبری تھی تا آپ کے لگائے ہوئے پودے کی نشوونما کے لئے آپ کی نسل میں بھی پورا سامان موجود رہے۔

قریباً ۳۳-۳۴ سال کی عمر میں آپ کو ایک عجیب الہام ہوا جس کی تفصیل میں حضور فرماتے ہیں:۔

۳ " اور تقریب اس الہام کی یہ پیش آئی تھی کہ مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی کہ جو کسی زمانہ میں اس عاجز کے ہم مکتب تھے جب نئے نئے مولوی ہو کر بٹالہ میں آئے اور بٹالیوں کو ان کے خیالات گراں گذرے تو تب ایک شخص نے مولوی صاحب ممدوح سے کسی اختلافی مسئلہ میں بحث کرنے کے لئے اس ناچیز کو بہت مجبور کیا۔ چنانچہ اس کے کہنے کہانے یہ عاجز شام کے وقت اس شخص کے ہمراہ مولوی صاحب ممدوح کے مکان پر گیا۔ اور مولوی صاحب کو مع ان کے والد صاحب کے مسجد میں پایا۔ پھر خلاصہ یہ کہ اس احقر نے مولوی صاحب

موصوف کی اس وقت کی تقریر کو سُن کر معلوم کر لیا کہ ان کی تقریر میں کوئی ایسی زیادتی نہیں کہ قابل اعتراض ہو اس لئے خاص اللہ کے لئے بحث کو ترک کیا گیا۔ رات کو خداوند کریم نے اپنے الہام اور مخاطبت میں اُسے ترک بحث کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ تیرا خدا تیرے اس فعل سے راضی ہُوا اور وہ تجھے بہت برکت دیگا، یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ پھر بعد اس کے عالم کشف میں وہ بادشاہ دکھلائے گئے جو گھوڑوں پر سوار تھے چونکہ خالصاً خدا اور اُس کے رسول کے لئے انکسار اور تذلل اختیار کیا گیا اس لئے اس محسنِ مطلق نے نہ چاہا کہ اُس کو بغیر اجر کے چھوڑے ۔"

(براھین احمدیہ حصہ چہارم ص۵۲۰، ۵۲۱ حاشیہ در حاشیہ نمبر۳)

"بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے" والا الہام آپ کو بعد میں کئی مرتبہ ہُوا۔ یہ بشارت تھی اس امر کی کہ آپ کے ذریعہ ایک عظیم الشان سلسلہ قائم کیا جائے گا جس میں آہستہ آہستہ بادشاہ بھی داخل ہوں گے۔ اور یہ دنیا پر حاوی ہو جائے گا۔

آپ کی عمر ۳۷ برس کے قریب تھی کہ آپ نے ایک رؤیا دیکھا جس کے متعلق آپ فرماتے ہیں:۔

۴ "میں نے خواب میں حضرت مسیح علیہ السّلام کو دیکھا اور مسیح نے اور میں نے ایک جگہ ایک ہی برتن میں کھانا کھایا اور کھانے میں ہم دونوں ایسے بے تکلّف اور بامحبت تھے کہ جیسے دو حقیقی بھائی ہوتے ہیں۔ اور جیسے قدیم سے دو رفیق اور دلی دوست ہوتے ہیں اور بعد اس کے اسی مکان میں جہاں اب یہ عاجز اس حاشیہ کو لکھ رہا ہے میں اور مسیح اور ایک اور کامل اور مکمل سیّد آلِ رسول دالان میں خوش دلی سے ایک عرصہ تک کھڑے رہے اور سیّد صاحب کے ہاتھ میں ایک کاغذ تھا اُس میں بعض افراد خاصہ اُمت محمدیّہ کے نام لکھے ہوئے تھے اور حضرت خداوند تعالیٰ کی طرف سے ان کی کچھ تعریفیں لکھی ہوئی تھیں۔ چنانچہ سیّد صاحب نے اُس کاغذ کو پڑھنا شروع کیا جس سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ مسیح کو اُمت محمدیّہ کے ان مراتب سے اطلاع دینا چاہتے ہیں کہ جو عند اللہ ان کے لئے مقرر ہیں۔ اور اس کاغذ میں عبارت تعریفی تمام ایسی تھی کہ جو خالص خدا تعالیٰ کی طرف سے تھی سو جب پڑھتے پڑھتے وہ کاغذ اخیر تک پہنچ گیا اور کچھ تھوڑا ہی باقی رہا تب اس عاجز کا نام آیا جس میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ عبارت تعریفی عربی زبان میں لکھی ہوئی تھی هُوَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ تَوْحِيْدِي وَتَفْرِيْدِي فَكَادَ اَنْ يُّعْرَفَ بَيْنَ النَّاسِ۔ یعنی وہ مجھ سے ایسا ہے جیسی میری توحید اور تفرید

سو عنقریب لوگوں میں مشہور کیا جائے گا۔ یہ اخیر فقرہ فکاد ان یعرف بین الناس اسی وقت بطور الہام بھی القا ہوا "۔

(براہین احمدیہ حصہ سوم ص ۲۵۳ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱)

یہ الہام آپ کو بعد میں بھی کثرت کے ساتھ ہوا۔ اللہ تعالیٰ کو اپنی توحید سب سے زیادہ پیاری ہے۔ سو اس میں انتہائی محبت کا اظہار تھا اور نیز فتح و نصرت کا کہ وہ اس کا تقاضا ہوتا ہے۔

اس سے قریباً دو سال بعد آپ نے ایک فرشتہ ایک لڑکے کی صورت میں دیکھا جو ایک اونچے چبوترے پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک پاکیزہ نان تھا جو نہایت چمکیلا تھا۔ وہ نان اس نے آپ کو دیا اور کہا " یہ تیرے لئے اور تیرے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہے " اس کے متعلق حضور فرماتے ہیں :-

"یہ اس زمانہ کی خواب ہے جب کہ نہ میں کوئی شہرت اور نہ کوئی دعویٰ رکھتا تھا اور نہ میرے ساتھ درویشوں کی کوئی جماعت تھی۔ مگر اب میرے ساتھ بہت سی جماعت ہے جنہوں نے خود دین کو دنیا پر مقدم رکھ کر اپنے تئیں درویش بنا دیا ہے اور اپنے وطنوں سے ہجرت کر کے اور اپنے قدیم دوستوں اور اقارب سے علیحدہ ہو کر ہمیشہ کے لئے میری ہمسائیگی میں آباد ہوئے ہیں۔ اور نان سے میں نے یہ تعبیر کی تھی کہ خدا ہمارا اور ہماری جماعت کا آپ متکفل ہوگا۔ اور رزق کی پریشانگی ہم کو پراگندہ نہیں کرے گی۔ چنانچہ سالہائے دراز سے ایسا ہی ظہور میں آرہا ہے "۔

(نزول المسیح صفحہ ۲۰۶، ۲۰۷)

آپ کی عمر ۴۱ سال کے قریب تھی جب آپ کے والد ماجد کا انتقال ہوا۔ اس وقت آپ فرماتے ہیں :-

" بشریت کی وجہ سے مجھے خیال آیا کہ بعض وجوہ آمدن حضرت والد صاحب کی زندگی سے وابستہ ہیں پھر نہ معلوم کیا کیا ابتلا ہمیں پیش آئے گا۔ اسی وقت یہ دوسرا الہام ہوا

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ

یعنی کیا خدا اپنے بندے کو کافی نہیں ہے اور اس الہام نے عجیب سکینت اور اطمینان بخشا اور فولادی میخ کی طرح میرے دل میں دھنس گیا۔ پس مجھے اس خدائے عزوجل کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے اپنے مبشرانہ الہام کو ایسے طور سے مجھے سچا کر کے دکھلایا کہ میرے خیال اور گمان میں بھی نہ تھا۔ میرا وہ ایسا متکفل ہوا کہ کبھی کسی کا باپ ہرگز ایسا متکفل نہیں ہوگا "۔ (کتاب البریہ صفحہ ۶۲ حاشیہ)

یہ سلسلہ بشارتوں کا آپ کے ساتھ اسیطرح سے جاری رہا۔ یہاں تک کہ جب آپ کی عمر سینتالیس سال کے قریب ہوئی تو آپ پر الہام کا دروازہ پورے طور پر کھولا گیا۔ اس کے متعلق آپ فرماتے ہیں :۔

"اور ایک رات میں کچھ لکھ رہا تھا کہ اسی اثناء میں مجھے نیند آگئی اور میں سو گیا۔ اس وقت میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ کا چہرہ بدر تام کی طرح درخشاں تھا آپ میرے قریب ہوئے اور میں نے محسوس کیا کہ آپ مجھ سے معانقہ کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے مجھ سے معانقہ فرمایا۔ اور میں نے دیکھا کہ آپ کے چہرہ سے نور کی کرنیں نمودار ہوئیں اور میرے اندر داخل ہو گئیں۔ میں ان انوار کو ظاہری روشنی کی طرح پاتا تھا اور یقینی طور پر سمجھتا تھا کہ میں انہیں محض روحانی آنکھوں سے ہی نہیں بلکہ ظاہری آنکھوں سے بھی دیکھ رہا ہوں اور اس معانقہ کے بعد میں نے یہ محسوس ہُوا کہ آپ مجھ سے الگ ہوئے ہیں اور نہ ہی یہ سمجھا کہ آپ تشریف لے گئے ہیں اس کے بعد مجھ پر الہام الٰہی کے دروازے کھول دیئے گئے اور مجھے میرے رب نے مخاطب ہو کر فرمایا یَا اَحْمَدُ بَارَکَ اللّٰہُ فِیْکَ الخ "

(ترجمہ از آئینہ کمالات اسلام ص۵۵۰)

اس وقت جو الہامات ہوئے وہ ایک سو سے زیادہ ہیں اور براہین احمدیہ حصّہ سوم کے ص۲۳۸ تا ص۲۴۲ حاشیہ در حاشیہ نمبرا میں درج ہیں ان میں سے چند ایک یہ ہیں :۔

اَلَا اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ یعنی خبردار یقیناً خدا کی نصرت تجھ سے قریب ہے۔

یَنْصُرُکَ اللّٰہُ مِنْ عِنْدِہٖ یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُّوْحِیْ اِلَیْھِمْ مِّنَ السَّمَآءِ لَا مُبَدِّلَ لِکَلِمَاتِ اللّٰہِ اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا فَتْحُ الْوَلِیِّ فَتْحٌ وَقَرَّبْنَاہُ نَجِیًّا

ترجمہ :۔ اللہ اپنی طرف سے تیری مدد کرے گا۔ تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کے دلوں میں ہم اپنی طرف سے الہام کریں گے خدا کی باتوں کو کوئی ٹال نہیں سکتا ہم ایک کھلی کھلی فتح تجھے عطا کریں گے دلی کی فتح ایک بڑی فتح ہے اور ہم نے اس کو ایک ایسا قرب بخشا کہ ہمراز بنا دیا۔

اِنَّکَ بِاَعْیُنِنَا یَرْفَعُ اللّٰہُ ذِکْرَکَ وَیُتِمُّ نِعْمَتَہٗ عَلَیْکَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ

ترجمہ :۔ تو میری آنکھوں کے سامنے یعنی حفاظت میں ہے خدا تیرا ذکر بلند کرے گا اور تجھ پر دنیا اور آخرت میں اپنی نعمتوں کو پورا کریگا

اِن الہامات کے قریباً ایک سال بعد آپ کو جو الہامات ہوئے ان میں ایک یہ تھا۔

وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ۔ وَقَالُوْٓا اَنّٰی لَكَ هٰذَا قُلْ هُوَ اللّٰهُ عَجِیْبٌ یَجْتَبِیْ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ

ترجمہ: اور میں تیرے تابعین کو تیرے منکروں پر قیامت تک غالب رکھوں گا لوگ کہیں گے کہ یہ مقام تجھے کہاں سے حاصل ہُوا۔ کہہ وہ خدا عجیب ہے جس کو چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے چن لیتا ہے۔

اس الہام کے متعلق حضور فرماتے ہیں :۔

" اور یہ آیت کہ وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ بار بار الہام ہوئی اور اس قدر متواتر ہوئی کہ جس کا شمار خدا ہی کو معلوم ہے اور اس قدر زور سے ہوئی کہ میخ فولادی کی طرح دل کے اندر داخل ہو گئی۔ اس سے یقیناً معلوم ہُوا کہ خداوند کریم ان سب دوستوں کو جو اس عاجز کے طریق پر قدم ماریں بہت سی برکتیں دے گا اور ان کو دوسرے طریقوں کے لوگوں پر غلبہ بخشے گا۔ اور یہ غلبہ قیامت تک رہے گا اور اس عاجز کے بعد کوئی مقبول ایسا آنے والا نہیں کہ جو اس طریق کے خلاف قدم مارے اور جو مخالف قدم مارے گا اس کو خدا تباہ کرے گا اور اس کے سلسلہ کو پائیداری نہیں ہو گی۔ یہ خدا کی طرف سے وعدہ ہے جو ہرگز تخلّف نہیں کرے گا۔ (مکتوب مورخہ ۱۲ جون ۱۸۸۳ء مکتوبات جلد اوّل صفحہ ۲۳)

اور کفر سے اس جگہ شرعی کفر مراد نہیں۔ صرف انکار مراد ہے غرض یہ وہ سچا طریقہ ہے جس میں ٹھیک ٹھیک حضرت نبی کریمؐ کے قدم پر قدم ہے اللھم صل علیہ وسلم "

۱۸۸۳ء میں آپ کو چند ایک الہام انگریزی میں ہوئے جن میں سے تین یہ ہیں :۔

I LOVE YOU . I AM WITH YOU. I SHALL HELP YOU.

ترجمہ: میں تم سے محبت رکھتا ہوں۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ میں تمہاری مدد کروں گا۔

(براہین احمدیہ حصہ ۴ صفحہ ۴۸۰ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳)

ان الہامات میں جو محبت کا اظہار اور مدد کا وعدہ ہے وہ کیسی شان رکھتا ہے۔ اس وقت کے جو الہامات ہیں ان میں یہ بھی ہیں :۔

اِنِّیْ رَاضٍ مِّنْكَ - اِنِّیْ رَافِعُكَ اِلَیَّ - اَلْاَرْضُ وَالسَّمَآءُ مَعَكَ كَمَا هُوَ مَعِیْ ۔ ۔ ۔ ۔ اَنْتَ وَجِیْهٌ فِیْ حَضْرَتِیْ - اِخْتَرْتُكَ لِنَفْسِیْ - اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ

تَوْحِیْدِیْ وَتَفْرِیْدِیْ فَحَانَ اَنْ تُعَانَ وَتُعْرَفَ بَیْنَ النَّاسِ ..... زَادَ مَجْدَکَ وَیَنْقَطِعُ آبَاءُکَ وَیُبْدَأُ مِنْکَ ..... نُصِرْتَ بِالرُّعْبِ وَاُحْیِیْتَ بِالصِّدْقِ اَیُّهَا الصِّدِّیْقُ۔ یُحْیِ الدِّیْنَ وَیُقِیْمُ الشَّرِیْعَةَ۔

ترجمہ: میں تجھ سے راضی ہوں۔ میں تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں زمین اور آسمان تیرے ساتھ ہیں جیسے وہ میرے ساتھ ہیں۔ ..... تو میری درگاہ میں وجیہہ ہے۔ میں نے تجھے اپنے لئے اختیار کیا۔ تو مجھ سے ایسا ہے جیسے میری توحید اور تفرید۔ سو وہ وقت آ گیا جو تیری مدد کی جائے۔ اور تجھے لوگوں میں معروف و مشہور کیا جائے ... اس نے تیرے مجد کو زیادہ کیا۔ تیرے آباء کا نام اور ذکر منقطع ہو جائے گا یعنی بطور مستقل ان کا نام نہیں رہے گا۔ اور خدا تجھ سے ابتداء شرف اور مجد کا کرے گا ... تو رعب کے ساتھ مدد کیا گیا۔ اور صدق کے ساتھ زندہ کیا گیا اے صدیق ...... وہ زندہ کرے گا دین کو اور قائم کرے گا شریعت کو۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم ص۴۸۶، ۴۸۸، ۴۹۶، حاشیہ در حاشیہ نمبر۳)

آپ کے ۱۸۸۳ء کے الہامات میں سے کچھ اور بھی درج کئے جاتے ہیں جن میں الٰہی مدد اور نصرت کے وعدے ہیں۔ ان کا ترجمہ بھی دیا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود فرمایا ہے۔ یہ سب براہین احمدیہ حصہ سوم اور چہارم سے بحوالہ تذکرہ لئے گئے ہیں۔

اِنَّکَ الْیَوْمَ لَدَیْنَا مَکِیْنٌ اَمِیْنٌ وَاِنَّ عَلَیْکَ رَحْمَتِیْ فِی الدُّنْیَا وَالدِّیْنِ۔ وَاِنَّکَ مِنَ الْمَنْصُوْرِیْنَ۔ یَحْمَدُکَ اللّٰهُ وَیَمْشِیْ اِلَیْکَ .. اَلَا اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ ..... خَلَقَ آدَمَ فَاَکْرَمَهٗ .... جَرِیُّ اللّٰهِ فِیْ حُلَلِ الْاَنْبِیَاءِ۔ بُشْرٰی لَکَ یَا اَحْمَدِیْ۔ اَنْتَ مُرَادِیْ وَمَعِیْ غَرَسْتُ کَرَامَتَکَ بِیَدِیْ ..... اِنِّیْ نَاصِرُکَ۔ اِنِّیْ حَافِظُکَ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا .. ـــ وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا اَلَیْسَ اللّٰهُ بِکَافٍ عَبْدَهٗ۔ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ..... یَا عَبْدَ الْقَادِرِ اِنِّیْ مَعَکَ اَسْمَعُ وَاَرٰی۔ غَرَسْتُ لَکَ بِیَدِیْ رَحْمَتِیْ وَقُدْرَتِیْ ..... اَلَا اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُوْنَ۔ .....

اَنْتَ مَعِیْ وَاَنَا مَعَکَ ..ـــ حَمَاکَ اللّٰهُ ..... نَصَرَکَ اللّٰهُ

رَفَعَ اللّٰہُ حُجَّۃَ الْاِسْلَامِ ...... وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ. وَلَا تَہِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَکَانَ اللّٰہُ بِکُمْ رَءُوْفًا رَّحِیْمًا ......

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید۔ و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد۔ پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار۔ خدا تیرے سب کام درست کردے گا۔ اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ ربّ الافواج اس طرف توجہ کرے گا۔ ......

THE DAYS SHALL COME WHEN GOD SHALL HELP YOU. GLORY BE TO THIS LORD. GOD MAKER OF EARTH AND HEAVEN

یَا عِیْسٰٓی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ وَمُطَہِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا، وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ .... رُفِعْتَ وَجُعِلْتَ مُبَارَکًا ......

کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ۔ لَا مُبَدِّلَ لِکَلِمَاتِہٖ۔

ترجمہ:۔ آج تو میرے نزدیک با مرتبہ اور امین ہے اور تیرے پر میری رحمت دنیا اور دین میں ہے اور تو مدد دیا گیا ہے ...... خدا تیری تعریف کرتا ہے اور تیری طرف چلا آتا ہے (یعنی تیری مدد کے لئے چلا آتا ہے) خبردار ہو خدا کی مدد نزدیک ہے .... پیدا کیا آدم کو پس اکرام کیا اس کا ..... جری اللہ نبیوں کے حلّوں میں۔ خوشخبری ہو تجھے اے میرے احمد۔ تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے۔ میں نے تیری کرامت کو اپنے ہاتھ سے لگایا ہے .... میں تیری مدد کروں گا۔ میں تیری حفاظت کروں گا۔ میں تجھے لوگوں کے لئے پیشرو بناؤں گا۔ .... اور سست مت ہو اور غم مت کرو۔ کیا خدا اپنے بندے کو کافی نہیں ہے۔ کیا تو نہیں جانتا کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے .... اے عبدالقادر میں تیرے ساتھ ہوں۔ سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں۔ تیرے لئے میں نے رحمت اور قدرت کو اپنے ہاتھ سے لگایا .... خبردار ہو لشکر خدا کا ہی غالب ہوتا ہے .... تو میرے ساتھ اور میں تیرے ساتھ ہوں .... خدا تیری حمایت کرے گا۔ خدا تجھ کو مدد دے گا خدا حجت اسلام کو بلند کرے گا ... اور

جو لوگ تیری متابعت اختیار کریں یعنی حقیقی طور پر اللہ اور رسول کے متبعین میں داخل ہو جائیں ان کو ان کے مخالفوں پر کہ جو انکاری ہیں قیامت تک غلبہ بخشوں گا۔ یعنی وہ لوگ حجت اور دلیل کی رو سے اپنے مخالفوں پر غالب رہیں گے اور صدق اور راستی کے انوار ساطعہ انہی کے شامل حال رہیں گے۔ اور سست مت ہو اور غم مت کرو۔ خدا تم پر بہت ہی مہربان ہے"

(آگے فارسی اور اردو کے الہام ہیں۔ اس سے آگے انگریزی اور عربی میں ہیں جن کا ترجمہ حضور علیہ السلام نے یہ فرمایا ہے :-)

"وہ دن آتے ہیں کہ خدا تمہاری مدد کرے گا خدائے ذوالجلال آفرینندہ زمین و آسمان ... اے عیسٰی میں تجھے کامل اجر بخشوں گا۔ یا وفات دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا یعنی رفع درجات کروں گا یا دنیا سے اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ (اور منکروں کے ہر ایک الزام اور تہمت سے تیرا دامن پاک کر دوں گا) اور تیرے تابعین کو اُن پر جو منکر ہیں قیامت تک غلبہ بخشوں گا۔ یعنی تیرے ہم عقیدہ اور ہم مشربوں کو حجت اور برہان اور برکات کے رو سے دوسرے لوگوں پر قیامت تک فائق رکھوں گا۔ اس جگہ عیسٰی کے نام سے یہی عاجز مراد ہے ... تو اونچا کیا گیا اور پاک بنایا گیا ..... خدا لکھ چکا ہے کہ غلبہ مجھ کو اور میرے رسولوں کو ہے۔ کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال دے۔"

۱۸۸۶ء میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتایا :-

"تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا۔ اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو اس کے بعد پائے گا تیری نسل بہت ہو گی۔ اور میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤں گا۔ اور برکت دوں گا۔ مگر بعض ان میں سے کم عمری میں فوت بھی ہوں گے اور تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی ...... تیری ذریت منقطع نہیں ہو گی اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی۔ خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا ..... میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔ اور ان میں کثرت بخشوں گا۔ اور وہ مسلمانوں کے اس دوسرے گروہ پر تا بروز قیامت غالب رہیں گے۔ جو حاسدوں اور معاندوں کا گروہ ہے خدا انہیں نہیں بھولے گا اور فراموش نہیں کرے گا۔ اور وہ علیٰ حسب الاخلاص اپنا اپنا اجر پائیں گے۔ تو مجھ سے ایسا ہے

جیسے انبیاء بنی اسرائیل۔ (یعنی ظلی طور پر ان سے مشابہت رکھتا ہے) تو مجھ سے ایسا ہے جیسی میری توحید۔ تُو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں۔ اور وہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا بادشاہوں اور امیروں کے دلوں میں تیری محبت ڈالے گا یہاں تک کہ وہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔"

(از اشتہار ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء تبلیغ رسالت جلد اوّل صفحہ ۵۸ تا ۶۲)

۱۸۹۱ء میں آپؑ نے رؤیا دیکھا کہ:۔

"میں شہر لنڈن میں ایک ممبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں بعد اس کے میں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے رنگ سفید تھے۔ اور شاید تیتر کے جسم کے موافق ان کا جسم ہوگا سو میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ اگرچہ میں نہیں مگر میری تحریریں ان لوگوں میں پھیلیں گی اور بہت سے راستباز انگریز صداقت کا شکار ہو جائیں گے۔"

(از الہ اوہام صفحہ ۵۱۵، صفحہ ۵۱۶)

اس جگہ حضورؑ نے ایک اور رؤیا بھی تحریر فرمائی ہے:۔

"اس عاجز پر جو ایک رؤیا میں ظاہر کیا گیا وہ یہ ہے جو مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنے رکھتا ہے کہ ممالک مغربی جو قدیم سے ظلمت کفر و ضلالت میں ہیں آفتابِ صداقت سے منور کئے جائیں گے۔ اور ان کو اسلام سے حصہ ملے گا۔"

(از الہ اوہام صفحہ ۵۱۵)

اسی کتاب میں آپؑ کے یہ الہامات بھی ہیں:۔

"تو مغلوب ہو کر یعنی بظاہر مغلوبوں کی طرح حقیر ہو کر پھر آخر غالب ہو جائے گا اور انجام تیرے لئے ہوگا ... خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ تیری توحید، تیری عظمت، تیری کمالیت پھیلا دے۔ خدا تعالیٰ تیرے چہرے کو ظاہر کرے گا اور تیرے سایہ کو لمبا کر دے گا۔ ... میں تجھے زمین کے کناروں تک عزت کے ساتھ شہرت دوں گا۔ اور تیرا ذکر بلند کر دوں گا اور تیری محبت دلوں میں ڈال دوں گا۔"

(از الہ اوہام صفحہ ۶۳۲، صفحہ ۶۳۵)

آپ کے ایک کشف میں جو آپ نے آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۵۶۵ تا صفحہ ۵۶۶ میں عربی میں درج فرمایا

ہے اور جس کا ترجمہ بھی حضور نے کتاب البریہ کے صٓ۸، صٓ۹ پر خود ہی کیا ہے (دیکھیں تذکرہ ص۱۹۱ تا ص۱۹۶)
آپ کا کامل طور پر فنا فی اللہ ہونے کا مقام ظاہر کیا گیا ہے جس کو نا دانوں نے نہ سمجھ کر مورد اعتراض بھی بنایا
ہے ایسے مقام کو حاصل کرنے والے کی عزت خدا کی عزت ہو جاتی ہے اور اس کی فتح خدا کی فتح ہو جاتی ہے
سو اس عزت اور فتح میں کوئی روک نہیں ڈال سکتا۔ باقی سب عزتیں اور سب فتح اس کے ماتحت ہو جاتی ہیں
جس طرح کہ وہ خدا کے ماتحت ہوتی ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ

اسی قسم کے الہامات آپ کو وقتاً فوقتاً ہوتے رہے جو اس قدر ہیں کہ ان کو اس مختصر سے مضمون میں درج نہیں کیا جا سکتا۔

آپ اپنے ایک اشتہار موسومہ اَلْاِشْتِہَارُ مُسْتَقِیْنًا بِوَحْیِ اللّٰہِ اَلْقَہَّار مورخہ ۱۴ ؍ جنوری ۱۸۹۷ء اللہ تعالیٰ کے الہامات کی روشنی میں جیسا کہ اس اشتہار کا عنوان بتاتا ہے فرماتے ہیں:۔

"میں ہر دم اس فکر میں ہوں کہ ہمارا اور نصاریٰ کا کسی طرح فیصلہ ہو جائے میرا دل مردہ پرستی کے فتنہ سے خون ہوتا جاتا ہے .... میں کبھی کا اس غم سے فنا ہو جاتا اگر میرا مولا اور میرا قادر توانا مجھے تسلی نہ دیتا کہ آخر توحید کی فتح ہے۔ غیر معبود ہلاک ہوں گے اور جھوٹے خدا اپنی خدائی کے وجود سے منقطع کئے جائیں گے۔ مریم کی معبودانہ زندگی پر موت آئے گی اور نیز اس کا بیٹا اب ضرور مرے گا۔ **خدا قادر فرماتا** ہے کہ اگر میں چاہوں تو مریم اور اس کے بیٹے عیسیٰ اور تمام زمین کے باشندوں کو ہلاک کروں۔ سو اب اُس نے چاہا ہے کہ ان دونوں کی جھوٹی معبودانہ زندگی کو موت کا مزہ چکھا دے۔ سو اب دونوں مریں گے کوئی ان کو بچا نہیں سکتا اور وہ تمام خراب استعدادیں بھی مریں گی جو جھوٹے خداؤں کو قبول کر لیتی تھیں۔ **نئی زمین ہوگی اور نیا آسمان ہوگا۔** اب وہ دن نزدیک آتے ہیں کہ جو سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا۔ اور بعد اس کے **توبہ کا دروازہ بند ہوگا۔** کیونکہ داخل ہونے والے بڑے زور سے داخل ہو جائیں گے اور وہی باقی رہ جائیں گے جن کے دل پر فطرت سے دروازے بند ہیں اور نور سے نہیں بلکہ تاریکی سے محبت رکھتے ہیں۔

قریب ہے کہ سب ملّتیں ہلاک ہوں گی مگر **اسلام**۔ اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے مگر **اسلام کا آسمانی حربہ** کہ وہ نہ ٹوٹے گا نہ کند ہوگا جب تک **دجالیت** کو پاش پاش نہ کر دے وہ وقت قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں، ملکوں میں پھیلے گی۔ اس دن نہ کوئی **مصنوعی کفارہ** باقی رہیگا، اور نہ کوئی مصنوعی خدا۔ اور **خدا کا ایک ہی ہاتھ** کفر کی سب تدبیروں کو باطل کر دیگا۔

لیکن نہ کسی تلوار سے اور نہ کسی بندوق سے بلکہ مستعد روحوں کو روشنی عطا کرنے سے اور **پاک دلوں پر ایک نور** اتارنے سے۔ تب یہ باتیں جو میں کہتا ہوں سمجھ میں آئیں گی۔"

(تذکرہ صفحہ ۲۸۵، صفحہ ۲۸۶)

ہندو مذہب کے متعلق آپ سرسید احمد خان کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے یہ بھی صاف لفظوں میں فرمایا گیا ہے کہ پھر ایک دفعہ ہندو مذہب کا اسلام کی طرف زور کے ساتھ رجوع ہوگا۔"

(اشتہار ۱۲ مارچ ۱۸۹۷ء)

آپ ایک رؤیا بیان فرماتے ہیں:۔

"رات میں نے دیکھا کہ ایک بڑا پیالہ شربت کا پیا۔ اس کی حلاوت اس قدر ہے کہ میری طبیعت برداشت نہیں کرتی۔ بایں ہمہ میں اس کو پیئے جاتا ہوں اور میرے دل میں یہ خیال بھی گزرتا ہے کہ مجھے پیشاب کثرت سے آتا ہے اتنا میٹھا اور کثیر شربت میں کیوں پی رہا ہوں۔ مگر اس پر بھی میں اس پیالے کو پی گیا۔

شربت سے مراد کامیابی ہوتی ہے اور یہ اسلام اور ہماری جماعت کی کامیابی کی بشارت ہے۔" (الحکم ۲۴/ ستمبر ۹۸ء بحوالہ تذکرہ)

اپنی کتاب لجۃ النور (۱۹۰۰ء) میں حضور عربی زبان میں اپنی ایک رؤیا لکھتے ہیں جس کا اردو ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

"میں نے ایک مبشر خواب میں مخلص مومنوں اور عادل و صالح بادشاہوں کی ایک جماعت دیکھی جن میں سے بعض اسی (ہند) کے بعض عرب کے۔ بعض شام کے بعض روم کے۔ بعض فارس کے اور بعض دوسرے بلاد کے تھے جن کو میں نہیں جانتا۔ اس کے بعد مجھے خداتعالیٰ کی طرف سے بتایا گیا کہ یہ لوگ تیری تصدیق کریں گے اور تجھ پر ایمان لائیں گے۔ تجھ پر درود بھیجیں گے اور تیرے لئے دعائیں کریں گے۔ اور میں تجھے بہت برکتیں دوں گا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے اور میں ان کو مخلصوں میں داخل کردوں گا۔ یہ وہ خواب ہے جو میں نے دیکھی۔ اور وہ الہام ہے جو عالم غیب سے مجھے ہوا۔"

(لجۃ النور صفحہ ۳، ۴۔ منقول از تذکرہ ایڈیشن دوم حاشیہ صفحہ ۱۱، ۱۰)

اسی میں آگے چل کر فرماتے ہیں:۔

"میرے رب نے میری طرف وحی بھیجی اور وعدہ فرمایا کہ وہ مجھے مدد دے گا یہاں تک کہ میرا امر

مشرق و مغرب میں پہنچ جائے گا۔ اور راستی کے دریا موج میں آئیں گے یہاں تک کہ اس کی موجوں کے حباب لوگوں کو تعجب میں ڈالیں گے" (لجۃ النور صـ ۶۷)

آپ کے الہام ہیں :-

" اَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْکَ۔ عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔ اَلْفَوْقُ مَعَکَ وَالتَّحْتُ مَعَ اَعْدَائِکَ۔

ترجمہ: تو مجھ میں سے ہے اور میں تجھ میں سے ہوں۔ وہ وقت قریب ہے کہ میں ایسے مقام پر تجھے کھڑا کروں گا کہ دنیا تیری حمد و ثنا کرے گی۔ فوق تیرے ساتھ ہے اور تحت تیرے دشمنوں کے ساتھ۔"

(دافع البلاء صـ۳ مولف ۱۹۰۲ء)

زار روس اور خوارزم بادشاہ کے متعلق آپ نے رؤیا میں دیکھا :-

"میں نے دیکھا کہ زار روس کا سونٹا میرے ہاتھ میں آگیا ہے وہ بڑا لمبا اور خوبصورت ہے پھر میں نے غور سے دیکھا تو وہ بندوق ہے۔ اور یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ بندوق ہے بلکہ اس میں پوشیدہ نالیاں بھی ہیں۔ گویا بظاہر سونٹا معلوم ہوتا ہے اور وہ بندوق بھی ہے۔

اور پھر دیکھا کہ خوارزم بادشاہ جو بوعلی سینا کے وقت میں تھا اسکی تیر کمان میرے ہاتھ میں ہے۔ بوعلی سینا بھی پاس ہی کھڑا ہے۔ اور اس تیر کمان سے میں نے ایک شیر کو بھی شکار کیا۔" (الحکم ۳۱ جنوری ۱۹۰۳ء۔ تذکرہ صـ ــــ)

حضور کی ایک اور رؤیا ہے :-

"فرمایا ۱۲ بجے کے قریب میں نے ایک رؤیا میں دیکھا کہ کوئی کہتا ہے کہ یہ فتح ہو گی۔ بار بار اسے تکرار کرتا ہے۔ گویا کہ بہت سی فتوحات کی طرف اشارہ ہے۔ اس کے بعد طبیعت وحی کی طرف منتقل ہوئی۔ اور الہام ہوا "مجموعہ فتوحات"

(البدر ۲۹ مئی ۱۹۰۳ء۔ تذکرہ صـ ۴۴۵)

اب میں آخر میں اسی قسم کے دو چار اور الہام لکھ کر اس مضمون کو ختم کرتا ہوں :-

"ہماری فتح۔ ہمارا غلبہ۔ ظَفْرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَفَتْحٌ مُّبِیْنٌ۔ ظَفْرٌ وَفَتْحٌ مِّنَ اللّٰہِ" (تذکرہ صـ ۶۶۶)

"میدان میں فتح خدا تجھے دے گا" (ضمیمہ البدر ۱۶ مارچ ۱۹۰۴ء تذکرہ صـ ۴۷۱)

"خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں اور وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں۔ ان پر کوئی غالب نہیں آسکتا" (بدر جلد ۲ صـ ۳۲ الحکم جلد ۱۰ صـ ۱۹۔ تذکرہ صـ ۵۶۰)

"فتح ہے تمہاری، تمہارے نام کی" (بدر جلد ۶ صـ ۱۹۔ الحکم جلد ۱۱ صـ ۱۳ تذکرہ صـ ۶۶۲)

واخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین ؏

حج کے ظاہری اور باطنی فوائد!

(مکرم شیخ غلام مجتبیٰ صاحب آف کوئٹہ)

دنیائے مذاہب میں صرف مذہبِ اسلام کو ہی یہ منفرد مقام اور شرف حاصل ہے کہ وہ مسلمان کی عمر کے پہلے دن سے انفرادی اور اجتماعی تربیت و تہذیب کرتا ہے تا آنکہ وہ لحد میں داخل ہو جائے مُسلم بچہ جب دنیا میں پیدا ہو کر کاروانِ آخرت کا راہی بنتا ہے تو اسی وقت اُس کے کانوں میں صدائے تکبیر سُنائی جاتی ہے۔ گویا عملی رنگ میں اسے تلقین کی جاتی ہے کہ تمہاری مدت العمر کا محور و مرکز اور منتہائے مقصود ذاتِ کبریا ہو گی۔ اور اس طرح اُس کے والدین اور مربیوں پر یہ فرض ہو جاتا ہے کہ وہ نومولود کی زندگی کا سانچہ توحیدِ الٰہی اور تقلید اسوۂ محمدی کی اساس پر ڈھالیں۔

پھر جب وہ ہوش سنبھالتا ہے تو اُسے نماز کی تلقین کی جاتی ہے بتدریج وہ عالم بلوغت میں قدم رکھتا ہے تب وہ مسجد میں آکر پہلی مرتبہ اجتماع میں شریک ہو کر اجتماعی زندگی میں داخل ہو جاتا ہے یہ اجتماع ایک محدود حلقہ یعنی محلہ تک ہوتا ہے۔ اور اس کی جان پہچان اور شناسائی اپنے محلّہ یا علاقہ تک محدود ہوتی ہے پھر عیدین کی تقریبات اپنے جلو میں خوشیوں اور مسرتوں کو لے کر جلوہ افروز ہوتی ہیں۔ ان تقریبات میں تمام شہر اور قرب و جوار کے مسلمان ایک عظیم اجتماع کا باعث ہوتے ہیں۔ اس طرح ان کے سماجی، معاشرتی اور اقتصادی تعلقات میں وسعت اور ہمہ گیری پیدا ہوتی ہے۔ علاقائی اور ملکی اجتماعات کے ساتھ ساتھ عالمگیر اجتماع یعنی حج کی عبادت مقرر کی۔ مکہ مکرمہ میں ہر سال دنیائے اسلام کے ہر حصّہ سے مسلمان جمع ہوتے ہیں۔ ان کے درمیان باہمی اخوت و مودت کے ایمان افروز مظاہرے دیکھے جاتے ہیں اور اس طرح اکناف عالم سے آئے ہوئے مسلمان عالمگیر برادری کی لڑی میں پروئے جاتے ہیں اور باہمی افہام و تفہیم کے ذریعہ مُلک مُلک کے حالات سے آگاہ ہو کر اپنے علم میں اضافہ کرتے ہیں چنانچہ آج ہم حج کے بارہ میں کچھ عرض کرتے ہیں۔

حج اُن ارکانِ خمسہ میں سے ایک رُکن ہے جن پر اسلام کی عمارت اور بنیاد استوار ہے اور یہ ہر صاحبِ

استطاعت مسلمان پر عمر بھر میں ایک دفعہ فرض عین ہے جو شخص حج کی ہر رنگ میں استطاعت رکھتا ہو اور وہ حج نہ کرے آنحضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے بارہ میں سخت وعید فرماتے ہوئے فرمایا وہ نصرانی مرے یا یہودی۔العیاذ باللہ۔ نیز فرمایا جو شخص صدق و اخلاص کے ساتھ بے ریا حج کرے اور بعدہٗ بقیۃ العمر کسی گناہ میں مبتلا نہ ہو زبان اور دیگر جوارح سے لوگوں کو تکلیف نہیں پہنچائے وہ گناہوں سے اس طرح بری کر دیا جاتا ہے جیسے وہ اپنی پیدائش کے روز تھا۔ حج کے ثواب کی اہمیت اس حدیث سے واضح ہوتی ہے کہ جو شخص حج کے ارادہ سے نکلے اور راہ میں جاں بحق ہو جائے قیامت تک اُس کے نامہ اعمال میں حج اور عُمرہ کا ثواب لکھا جاتا رہے گا۔

یاد رہے کہ حج کے ظاہری اعمال و ارکان۔ مثلاً احرام باندھنا۔ طواف۔ سعی۔ قیام مزدلفہ رمی جمار۔ قربانی وغیرہ کی ایک باطنی صورت بھی ہے دراصل رب کریم کا یہی منشاء مبارک ہے کہ ہر مسلمان شخص زادِ آخرۃ جمع کرے اور اس کی زندگی "سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے" کا نقشہ ہونی چاہیئے۔ اور حج اس کیفیت کو اجاگر کرنے کا ایک عظیم الشان اور کارگر ذریعہ ہے۔ حاجی اپنے اہل و عیال گھر بار کو چھوڑ کر دور دراز کا سفر اختیار کر کے اس بات کی عملی شہادت دیتا ہے کہ میں مرغوبات نفس کو ترک کرنے کو تیار ہوں اپنے گھر میں وہ اچھے سے اچھے کپڑے استعمال کرتا ہے لیکن حج میں دو سفید چادروں کے سوا کچھ نہیں پہنتا نیز حج کا باطنی فائدہ یہ ہے کہ اس کو سفر آخرت کا نمونہ قرار دے سکتے ہیں۔ خانہ کعبہ کا قصد ظاہر اور باطن میں دو فوائد پر مشتمل ہے۔ ظاہری طور پر تو وہ خانہ خُدا کا قصد کرتا ہے لیکن باطن میں وہ لقاء ربّانی کے لئے تیار ہو کر لبیک اللّٰھم لبیک پکارتا ہے یعنی اے اللہ میں حاضر ہوں۔ اے اللہ میں حاضر ہوں اور جب وہ اپنے اہل و عیال سے رخصت ہوتا ہے تو اس وقت دم نزع اور سکرات موت کو یاد کرے اور سوچے کہ ایک وقت ایسا بھی آئے گا جب میں نے اس دنیا اور اہل و عیال اور مال و منال کو چھوڑ دینا ہے نیز حاجی زاد راہ مہیا کرتا ہے اور وہ ضروریات پر مشتمل ہوتا ہے فضول اور لغو اشیاء ساتھ نہیں لیتا۔ سفر حج اس کو آخرۃ کے زاد کی طرف توجہ دلاتا ہے جو اس کو گناہوں سے رہائی دلا سکے۔ اور جب وہ سفید چادروں سے احرام باندھے تو کفن کو یاد کرے۔ الغرض حج کے ظاہری اعمال کی دوسری صورت باطنی ہے ہر ظاہر کا باطن ہونا لازم ہے جب تک ہم کسی عمل کے باطن اور سرّ تک رسائی نہیں حاصل کرتے تب تک ہم اُس عمل کی لذت سے آشنا نہیں ہوتے۔ مثلاً آگ کا لفظ ہزار مرتبہ کاغذ کپڑا اور لکڑی پر لکھیں ان چیزوں میں کچھ تغیر واقع نہیں ہوگا یہ آگ کا ظاہر ہوگا لیکن جب ہم اصل آگ کو ان چیزوں پر رکھیں جل کر راکھ ہو جائیں گی۔ ثابت ہُوا کہ ہر شے کا باطن ہی اثر انداز ہوتا ہے۔

صوفیاء کرامؒ کے ظاہر اور باطن کے بارہ میں عجیب و غریب واقعات بیان ہوئے ہیں۔ حضرت داتا گنج بخشؒ نے اپنی کتاب کشف المحجوب میں حج کے بیان میں حضرت جنید بغدادیؒ کا ایک واقعہ درج کیا ہے "کوئی

شخص حضرت جنید بغدادیؒ کے پاس آیا آپ نے اُس سے پوچھا تو کہاں سے آتا ہے۔ اُس نے کہا کہ میں حج پر گیا ہُوا تھا۔ آپ نے فرمایا تو نے حج کیا ہے، اُس نے کہا ہاں۔ آپ نے پوچھا شروع میں جو تُو اپنے گھر سے باہر نکلا اور وطن کو چھوڑا تو کیا سب گناہوں کو بھی چھوڑا۔ اُس نے جواب دیا نہیں۔ آپ نے فرمایا تو تُو نے وطن سے سفر نہیں کیا۔ پھر آپ نے پوچھا کہ جب تُو گھر سے نکلا اور ہر منزل پر رات کے وقت مقام کیا تو کیا تُو نے اِس مقام میں طریق حق میں سے بھی کچھ طے کیا؟ اُس نے کہا نہیں تب آپ نے فرمایا کہ تو نے منزلیں طے نہیں کیں۔ پھر آپ نے پوچھا کہ جب تو نے میقات پر احرام باندھا۔ تو کیا تُو اپنی صفات بشری سے ایسا ہی جدا ہُوا جیسا کہ اپنے کپڑوں اور عادتوں سے؟ اُس نے کہا نہیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ تُو نے احرام نہیں باندھا۔ پھر پوچھا کہ جب تُو عرفات کے میدان میں کھڑا ہوا تو کیا کشف و مشاہدہ حق میں بھی کھڑا ہونا حاصل ہُوا۔ اُس نے کہا نہیں۔ تو آپ نے فرمایا تُو عرفات میں بھی کھڑا نہیں ہُوا۔ پھر پوچھا کہ جب تو مزدلفہ میں گیا اور تیری مراد حاصل ہوئی تو کیا تُو نے سب نفسانی مرادوں کو ترک کر دیا۔ اُس نے کہا نہیں تو آپ نے فرمایا کہ تو مزدلفہ بھی نہیں گیا۔ پھر پوچھا جب تُو نے بیت اللہ کا طواف کیا تو کیا تُو نے باطن کی آنکھ سے تنزیہ کے مقام میں حضرت حق سبحانہٗ کے جمال کے لطائف کو بھی دیکھا؟ اس نے کہا نہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ تُو نے طواف بھی نہیں کیا۔ پھر فرمایا جب تو نے صفا و مروہ کے درمیان سعی کی تو کیا تُو نے صفا کا اور مروہ کا درجہ معلوم کیا؟ اُس نے کہا نہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ تو نے ابھی سعی بھی نہیں کی۔ پھر پوچھا کہ جب منا میں آیا تو کیا تیری آرزوئیں تجھ سے ساقط ہوگئیں؟ اُس نے کہا نہیں تو آپ نے فرمایا کہ تو ابھی منا میں نہیں گیا۔ پھر پوچھا کہ جب تو قربان گاہ میں آیا اور قربانی کی تو کیا تُو نے اپنی نفسانی خواہشات کی قربانی کی۔ اُس نے کہا نہیں۔ تو آپ نے فرمایا تُو نے قربانی بھی نہیں کی۔ پھر پوچھا کہ جب تُو نے کنکریاں پھینکیں تو کیا جو کچھ تیرے ساتھ نفسانی اُمور تھے اُن سب کو تُو نے پھینک دیا؟ اُس نے کہا نہیں تو آپ نے فرمایا کہ تو نے ابھی کنکریاں بھی نہیں پھینکیں اور حج بھی نہیں کیا۔ واپس لوٹ جا اور اِس طرح حج کر تاکہ تُو بھی مقام ابراہیم پر پہنچ جائے"۔ واتخذوا من مقام ابراھیم مصلیٰ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے بھی حج کے فلسفہ پر روشنی ڈال کر ظاہری حج کے ساتھ ساتھ باطنی حج کی اہمیت پر بہت روح پرور انداز میں روشنی ڈالی ہے۔ چنانچہ حضور علیہ السّلام فرماتے ہیں:۔

"حج سے صرف اتنا ہی مطلب نہیں کہ ایک شخص گھر سے نکلے اور سمندر چیر کر چلا جاوے اور رسمی طور پر کچھ لفظ منہ سے بول کر ایک رسم ادا کر کے چلا آوے۔ اصل بات یہ ہے کہ حج ایک اعلیٰ درجہ کی چیز ہے جو کمال سلوک کا آخری مرحلہ ہے۔ سمجھنا چاہیئے کہ انسان کا اپنے نفس سے انقطاع کا یہ حق ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی کی محبت میں کھویا جاوے اور

تعشق باللہ اور محبتِ الٰہی ایسی پیدا ہو جاوے کہ اس کے مقابلہ میں نہ اسے کسی سفر کی تکلیف ہو اور نہ جان و مال کی پرواہ ہو، نہ عزیز و اقارب سے جدائی کا فکر ہو۔ جیسے عاشق اور محب اپنے محبوب پر جان قربان کرنے کو تیار ہوتا ہے اسیطرح یہ بھی کرنے سے دریغ نہ کرے۔ اس کا نمونہ حج میں رکھا ہے۔ جیسے عاشق اپنے محبوب کے گرد طواف کرتا ہے اسی طرح حج میں بھی طواف رکھا ہے یہ ایک باریک نکتہ ہے۔ جیسا بیت اللہ ہے ایک اس سے بھی اوپر ہے، جب تک اس کا طواف نہ کرو یہ طواف مفید نہیں اور ثواب نہیں۔ اس کا طواف کرنے والوں کی بھی یہی حالت ہونی چاہیئے جو یہاں دیکھتے ہو کہ ایک مختصر سا کپڑا رکھ لیتے ہیں۔ اِسیطرح اُس کا طواف کرنے والوں کو چاہیئے کہ دنیا کے کپڑے اتار کر فروتنی اور انکساری اختیار کرے اور عاشقانہ رنگ میں پھر طواف کرے۔ طواف عشق الٰہی کی نشانی ہے اور اس کے معنے یہ ہیں کہ گویا مرضات اللہ ہی کے گرد طواف کرنا چاہیئے اور کوئی غرض باقی نہیں رہنی چاہیئے ۔"

(ملفوظات جلد نہم صفحہ ۱۲۳، ۱۲۴)

انوار و برکات کی تجلّی گاہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"اس میں کچھ شک نہیں کہ خانہ کعبہ انوار و برکات کی تجلّی گاہ ہے اور اس کی بزرگی میں کوئی کلام اور شبہ نہیں۔ پہلی کتابوں میں بھی اسکی بزرگی کا ذکر ہے مگر یہ تجلّیات اور انوار و برکات اس ظاہری آنکھ سے نظر نہیں آسکتے۔ اس کے لئے دوسری آنکھ کی حاجت ہے۔ اگر وہ آنکھ کھلی ہو تو یقیناً انسان دیکھ لے گا کہ خانہ کعبہ میں کس قسم کے برکات نازل ہو رہے ہیں۔"

(ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۱۷۲)

اِسلام نے عورتوں کو اُن کے جائز حقوق عطا کئے ہیں

برطانیہ کی ایک اہلِ قلم عیسائی خاتون کا اعتراف

حال ہی میں لندن سے شائع ہونے والے برطانیہ کے مشہور روزنامہ "ٹائمز" میں وہاں کی ایک اہل قلم عیسائی خاتون کا ایک طویل مضمون شائع ہوا ہے جو اسلام کے متعلق احرارِ یورپ کے مزاج میں ایک اور خوشکن تبدیلی کا آئینہ دار ہے۔

اس برطانوی خاتون نے یہ مضمون کلیسائے انگلستان میں عورتوں کا ایک خاص حق تسلیم کرانے کی غرض سے لکھا ہے ہمیں اِس امر سے چنداں دلچسپی نہیں کہ وہ خاص حق کیا ہے اور کلیسیا کا اس بارہ میں کیا نقطۂ نظر ہے کیونکہ یہ کلیسیا کا اپنا ایک انتظامی معاملہ ہے۔ اس مضمون کے تعلق میں ہمیں جس بات سے دلچسپی ہے وہ یہ ہے کہ برطانیہ کی اس عیسائی خاتون نے اپنے مضمون میں ضمناً اِس امر پر بھی روشنی ڈالی ہے کہ دوسرے مذاہب نے معاشرہ میں عورت کو کیا درجہ اور مقام عطا کیا اور ان مذاہب میں اس کے کیا کیا حقوق تسلیم کئے گئے ہیں۔ دوسرے مذاہب کا ذکر کرتے ہوئے اس نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ " کے ذیلی عنوان کے تحت لکھا ہے کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے کہ جس نے آج سے چودہ سو سال پہلے ہی عورتوں کو وہ حقوق عطا کر دیئے تھے جو برطانوی عورتوں کو پارلیمنٹ کے ایکٹ کے ذریعہ بمشکل اب کہیں آ کر ملے ہیں۔

مضمون کا یہ حصہ اس لئے خاص طور پر اہم ہے کہ اس میں طبقۂ نسواں پر اسلام کے احسانات کا اعتراف خود برطانیہ کی ایک عیسائی عورت کی طرف سے کیا گیا ہے۔ یاد رہے یہ اُسی برطانیہ کی ایک عیسائی خاتون ہے جس کے پادریوں اور مشنریوں نے ایک زمانہ میں اسلام پر یہ الزام لگانے اور اسے

بار بار اچھالنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی تھی کہ نعوذ باللہ اسلام عورتوں کے ساتھ جانوروں کا سا سلوک روا رکھتا ہے۔ عیسائی پادری اور مشنری تو رہے ایک طرف وہاں کے مستشرقین نے بھی اپنی کتابوں میں اس بے بنیاد الزام کا نت نئے رنگ میں اعادہ کر کے اسلام کو کچھ کم مطعون نہیں کیا۔ اُسی سرزمین کی ایک اہل قلم عیسائی عورت کا حقائق سے آگاہ ہونے کے بعد آج اپنے ہی پادریوں اور مستشرقین کو جھٹلانا اور مطعون کرنا اس لحاظ سے خوشکن ہے کہ وہاں اب اسلام کے متعلق عوام کے نقطۂ نظر میں رفتہ رفتہ تبدیلی آرہی ہے حتّٰی کہ وہ نہ صرف اسلام کی خوبیوں کے معترف ہوتے جارہے ہیں بلکہ اس کا برملا اظہار کرنے میں بھی کوئی باک محسوس نہیں کرتے۔

احرارِ یورپ کے مزاج میں یہ تبدیلی حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السّلام کی صداقت کو روزِ روشن کی طرح عیاں کر رہی ہے۔ قبل اس کے کہ ہم احرار یورپ کے مزاج میں تبدیلی کی رو سے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السّلام کی صداقت پر روشنی ڈالیں ذیل میں برطانیہ کی اس عیسائی خاتون کے رقم کردہ مضمون کے اُس حصّہ کا ترجمہ پیش کرنا ضروری ہے جس میں اس نے طبقۂ نسواں پر اسلام کے احسانات کا اعتراف کیا ہے۔

محولہ بالا مضمون پٹریشیا ڈی فاڈکس (PATRICIA DE FOUX) کا لکھا ہوا ہے جسے "ٹائمز" نے اپنے ۱۵ر فروری ۱۹۶۷ء کے شمارہ میں "ویمنز فیچرز براڈ کاسٹنگ" کے صفحہ پر شائع کیا ہے مضمون کا عنوان ہے "مذہب کے نزدیک عورت کا درجہ" (WOMEN IN RELIGION) اس میں وہ اسلام کا ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:-

"اسلام اس لحاظ سے دلچسپی ابھارنے والا مذہب ہے کہ اس نے آج سے چودہ سو سال پیشتر ہی عورتوں کو اکثر و بیشتر وہ حقوق عطا کئے جو برطانوی عورتوں کو پارلیمنٹ کے ایک ایکٹ کے ذریعہ زمانہ حال کے گزشتہ بیس تیس سال کے دوران اب کہیں آ کر ملے ہیں۔

عورتوں کے ساتھ سلوک کے بارہ میں بہت سی برائیاں جو اسلام کی طرف منسوب کی جاتی ہیں ان کا تعلق رسم و رواج سے ہے نہ کہ اسلامی عقائد سے۔ اسلام سے پہلے صحرائے عرب کے باہم ایک دوسرے کے خلاف نبرد آزما رہنے والے قبائل کی عورتیں ناگفتہ بہ حالت میں زندگی بسر کر رہی تھیں

اور وہ اپنی لڑکیوں کو اس لئے زندہ درگور کر دیتے تھے کہ ان کا وجود جنگ میں کسی طرح بھی مفید ثابت نہ ہو سکتا تھا۔ اگر اس پس منظر میں دیکھا جائے تو محمدؐ کی نافذ کردہ اصلاحات نمایاں طور پر ترقی یافتہ نظر آتی ہیں۔

چار منکوحہ بیویاں رکھنے کی اجازت اُس وقت کے حالات میں درستیٔ اخلاق کی ضامن ثابت ہوئی اس طرح جنگوں میں حصہ لینے والے عربوں کی بہت سی بیواؤں کے باقاعدہ گھروں میں آباد ہوتے اور ان کے لئے تحفظ حاصل کرنے میں بہت مدد ملی۔ تعدّدِ ازدواج کی اجازت کے باوجود اکثر مسلمان عملاً ایک بیوی رکھنے پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔ اسلام کی اس بارہ میں ایک ہدایت یہ ہے کہ اگر سب بیویوں کے ساتھ یکساں سلوک نہ کر سکتے ہو تو پھر صرف ایک عورت سے ہی شادی کرو۔ بعض مسلم حکومتوں نے اِس ہدایت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے تعدد ازدواج پر قانوناً پابندیاں بھی عاید کی ہیں۔

مسلمانوں میں شادی ایک معاہدہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ لڑکی کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ اپنی رضامندی یا عدم رضامندی کا اظہار کرے یا شادی کے معاہدہ میں اپنی طرف سے بھی کسی شرط کا اضافہ کرے خرابی اس بات میں ہے کہ عورتوں میں تعلیم کی کمی ہوتی ہے نہ کہ ان حقوق میں جو کہ عورتوں کو دیئے گئے ہیں۔ البتہ عورت پر یہ پابندی ہے کہ وہ کسی غیر مسلم سے شادی نہ کرے۔

عورتوں کو (اپنے خاوند کے ساتھ ناچاقی کی صورت میں) اپنے لڑکوں پر سات سال کی عمر تک اور لڑکیوں پر اس وقت تک کہ وہ شادی کے قابل ہوں سرپرستی اور دیکھ بھال کے حقوق حاصل ہیں۔ قدیم برطانوی قانون کے تحت ایک باپ اگر چاہتا تو ایک نوزائیدہ بچے کو بھی اس کی ماں کی گود سے جدا کر کے کسی دایا کے سپرد کر سکتا تھا اور ماں کو یہ حق بھی حاصل نہ تھا کہ وہ یہ جان سکے کہ اُس کا بچہ کہاں ہے اور کن ہاتھوں میں ہے۔ ۱۹۳۵ء تک ایک برطانوی عورت کو ماں ہونے کی حیثیت میں باپ کے مساوی حقوق حاصل

نہ تھے۔

ایک مسلمان عورت کو اپنے والدین اور خاوند کی جائداد کا ایک مقررہ حصہ از خود ورثہ میں مل جاتا ہے۔ وہ اپنے ذاتی حق کے طور پہ کسی جائداد کو اپنی ملکیت میں رکھ سکتی ہے۔ اور اگر چاہے تو اسے فروخت وغیرہ بھی کر سکتی ہے حالانکہ یہ ایک ایسا حق ہے جو برطانیہ میں عورتوں کو ابھی حال ہی میں ملا ہے۔

پھر ایک مسلمان عورت کو دینی تعلیم کے حصول کی مردوں کے مساوی سہولتیں حاصل ہیں۔ وہ نماز میں دوسری عورتوں کی امامت کرا سکتی ہے اور عورتوں میں دیگر مذہبی رسوم سرانجام دے سکتی ہے۔ عورتیں مسجدوں کے کسی علیحدہ یا عقبی حصہ میں جا کر مردوں کے ساتھ نمازوں میں بھی شریک ہو سکتی ہیں"

(دی ٹائمز - لندن ۱۵ر فروری ۱۹۶۷ء)

ہر چند کہ یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ مغرب کے عیسائی عوام طبقہ نسواں پر اسلام کے احسانات اور ان کے حقوق سے متعلق احکام ان کی تفصیلات ان کی حکمت اور ان کی اصل روح سے پورے طور پہ واقف ہوں۔ تاہم پٹریشیا ڈی خادکس نے اپنے مضمون میں جن خیالات کا اظہار کیا ہے اس سے یہ ظاہر ہے کہ اسلام کے متعلق احرار یورپ کے مزاج و نظریات میں تبدیلی آتی جا رہی ہے اور اسلام کو سمجھنے اور اس کی خوبیوں کا اعتراف کرنے کا رجحان دن بدن بڑھتا جا رہا ہے۔

پھر جیسا کہ ہم نے سطور بالا میں اس امر کی طرف اشارہ کیا ہے اہل مغرب کے مزاج و نظریات میں یہ غیر متوقع تبدیلی حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی صداقت پر بھی دال ہے اس لئے کہ آپ نے آج سے قریباً ۷۰ سال قبل ہی ـــــ جب کہ عیسائی پادریوں کے پھیلائے ہوئے تعصب کے زیر اثر مغرب کے عوام کی اسلام دشمنی اپنی انتہا کو پہنچی ہوئی تھی اور وہ اسلام کو صفحۂ ہستی سے نابود کرنے پر تُلے ہوئے تھے ـــــ اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر مغرب میں بھی اسلام کے غالب آنے کی نہایت زوردار الفاظ میں پیشگوئی فرمائی تھی۔ آپ نے یہ بشارت دی تھی کہ گو یہ انقلاب رفتہ رفتہ رونما ہو گا لیکن ہو گا ضرور۔ مغرب کے عیسائی عوام عیسائیت کی خلاف فطرت تعلیم سے بیزار ہو ہو کر اسلام کی طرف مائل ہوتے چلے جائیں گے اور بالآخر وہ وقت بھی آئے گا کہ وہ اسلام کے حلقہ بگوش ہوئے بغیر نہ رہیں گے۔ آپ نے اس موعودہ انقلاب کے

ابتدائی آثار کے طور پر اُس زمانہ میں ہی فرمایا تھا:۔

آ رہا ہے اِس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار

احرارِ یورپ کے مزاج میں تبدیلی کو ہم آج اپنی آنکھوں سے رونما ہوتے دیکھ رہے ہیں۔ طبقۂ نسواں پر اسلام کے احسانات سے متعلق ہیرڈ لیپاڈی ٹاؤکس کا مندرجہ بالا اعتراف خود احرارِ یورپ کے مزاج میں تبدیلی کا ایک منہ بولتا ثبوت ہے۔ اور اس امر کو روزِ روشن کی طرح عیاں کر رہا ہے کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے آج سے ۷۰ سال قبل انتہائی مخالف حالات میں جو پیشگوئی فرمائی تھی وہ آج بڑی شان اور آب و تاب سے پوری ہو رہی ہے۔ خدائی وعدوں کے بموجب وہ وقت بھی آئے گا اور ضرور آئے گا۔ جب اہلِ یورپ جوق در جوق اسلام میں داخل ہوں گے۔ اور وہاں ہر طرف اسلام ہی اسلام ہوگا۔ یہ خدائی تقدیر ہے جو بہر حال پوری ہو کر رہے گی۔ دنیا کی کوئی طاقت اسے بدل نہیں سکتی۔ ذالک تقدیر العزیز العلیم۔

(مسعود احمد دہلوی)

غلبہ و شوکتِ اسلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ھیں:۔

"میں بڑے زور سے اور پورے یقین اور بصیرت سے کہتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ دوسرے مذاہب کو مٹا دے اور اسلام کو غلبہ اور قوت دے۔ اب کوئی ہاتھ اور طاقت نہیں جو خدا تعالےٰ کے اس ارادہ کا مقابلہ کرے وہ فعالٌ لما یرید ہے۔ مسلمانو! یاد رکھو کہ اللہ تعالےٰ نے میرے ذریعہ تمہیں یہ خبر دے دی ہے اور میں نے اپنا پیام پہنچا دیا ہے۔ اب اس کو سننا نہ سننا تمہارے اختیار میں ہے۔"

(ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۲۵۶، ۲۵۷)

بچوں کا صفحہ

ایک تاریخی وقارِ عمل!

احمدی بچے مجلس اطفال الاحمدیہ کے اراکین کی حیثیت سے اکثر "وقارِ عمل" مناتے ہیں آج ہم انہیں ۱۴۰۰ سو سال پہلے کے ایک تاریخی وقارِ عمل کا حال سناتے ہیں۔ اس وقارِ عمل میں ہمارے آقا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے بچپن کے زمانہ میں بڑے ذوق وشوق سے حصہ لیا تھا۔

اُس زمانہ میں جب کہ ابھی ہمارے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم چھوٹے بچے ہی تھے کعبہ میں تعمیر کا کام شروع ہوا۔ لوگوں نے مل کر پہلے تعمیر کا سامان اکٹھا کیا اگرچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُس وقت چھوٹے سے بچے ہی تھے آپ بھی بڑے شوق سے اس کام میں جا شامل ہوئے۔ لوگ پتھر اٹھا اٹھا کر لا رہے تھے۔ آپ نے بھی اپنے ننھے ننھے اور نازک کندھے پر پتھر رکھ رکھ کر لانے شروع کر دیئے آپ نے اُس وقت صرف ایک تہہ بند ہی باندھا ہوا تھا۔ جسم پر قمیض نہیں تھی۔ آپ ننگے کندھے پر ہی پتھر اٹھا اٹھا کر لا رہے تھے۔

آپ کے چچا حضرت عباس نے آپ کو دیکھ کر کہا تمہاری عمر چھوٹی ہے کوئی حرج نہیں تہہ بند اتار کر کندھے پر رکھ لو تاکہ پتھروں کی رگڑ نہ لگے آپ نے چچا کے حکم کی تعمیل تو کی لیکن اس ننھی سی عمر میں بھی حیا کا یہ عالم تھا کہ ننگے ہوتے ہی شرم کے مارے آپ پر غشی کی سی حالت طاری ہو گئی۔ آپ کی آنکھیں پتھرا گئیں۔ اور چکرا کر زمین پر گر پڑے۔ آپ نے فوراً اپنے آپ کو سنبھالا اور جلدی سے اپنا تہہ بند پھر باندھ لیا۔ اس کے بعد آپ پھر کام میں مشغول ہو گئے۔ ننگے کندھے پر ہی پتھر اٹھا اٹھا کر جمع کرتے رہے۔ یہاں تک کہ پتھروں کی رگڑ سے آپ کا کندھا چھل گیا۔ آپ برابر پتھر ڈھوتے رہے اور آپ نے اِس تکلیف کی کچھ پرواہ نہ کی۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بچپن کے اس واقعہ سے کئی باتوں کا پتہ لگتا ہے۔ اول تو یہ کہ ننھی سی عمر میں بھی آپ کو جماعتی کاموں میں حصہ لینے کا کتنا شوق تھا۔ آپ نے یہ نہیں سوچا کہ میں تو چھوٹا ہوں میں کیوں پتھر اٹھاؤں بلکہ کسی کے کہنے کے بغیر ہی آپ نے اپنی خوشی سے پتھر اٹھانے شروع کر دیئے اور پھر اس بات کی بھی پرواہ نہیں کی کہ پتھروں کی رگڑ سے کندھا چھل رہا ہے۔ دوسری بات جس کا سبب اس واقعہ سے پتہ ملتا ہے یہ ہے کہ آپ میں اُس ننھی سی عمر میں بھی حیا کا مادہ کس قدر غالب تھا جبھی تو آپ ایک لمحہ کے لئے بھی تہبند کا اتارنا برداشت نہ کر سکے۔ چکرا کر گر پڑے اور پھر فوراً ہی دوبارہ تہبند باندھ لیا۔

احمدی بچوں کو اپنی ننھی عمر میں ہی ایسا ہی باحیاء ہونا چاہیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْحَيَاءُ مِنَ الْاِيْمَانِ۔ یعنی حیاء ایمان کا حصہ ہے مومن کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ بہت باحیاء ہوتا ہے۔ پھر احمدی بچوں کو بھی وقار عمل اور دوسرے جماعتی کاموں میں بڑے ذوق وشوق سے حصّہ لینا چاہیئے۔ خواہ کوئی کہے یا نہ کہے خود ہی ایسے کاموں میں خوشی خوشی شریک ہو کر ثواب کمانا چاہیئے، اور پھر تکلیف کی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ مشقت کا کام کرنے میں تھوڑی بہت تکلیف تو ہوتی ہی ہے خدا کی خاطر تکلیف اٹھانے سے ہی تو ثواب ملتا ہے؛

ہر ملک میں تمہاری حفاظت خدا کرے

(سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ایک دعائیہ نظم کے چند شعر شائع کئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اِن دعاؤں کو ہر احمدی بچے کے حق میں بھی قبول فرمائے آمین۔

اخلاص کا درخت بڑھے آسمان تک
بڑھتی رہے تمہاری ارادت خدا کرے

پھیلاؤ سب جہان میں قولِ رسولؐ کو
حاصل ہو شرق وغرب میں سطوت خدا کرے

اٹھتا رہے ترقی کی جانب قدم ہمیشہ
ٹوٹے کبھی تمہاری نہ ہمّت خدا کرے

تبلیغِ دین ونشر واشاعت کے کام پر!
مائل رہے تمہاری طبیعت خدا کرے

ہر گام پر فرشتوں کا لشکر ہو ساتھ ساتھ
ہر ملک میں تمہاری حفاظت خدا کرے

(کلام محمود)

مومن وہ ہے جو دنیا کو اپنے ہاتھ سے ذبح کر دے
خدا تعالی ایسے لوگوں کو ضائع نہیں کرتا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

''یاد رکھو کہ یہ جماعت اس بات کے واسطے نہیں کہ دولت اور دنیاداری ترقی کرے اور زندگی آرام سے گزرے۔ ایسے شخص سے تو خدا تعالی بیزار ہے۔ چاہئیے کہ صحابہؓ کی زندگی کو دیکھو۔ وہ زندگی سے پیار نہ کرتے تھے ہر وقت مرنے کے لئے تیار تھے۔ بیعت کے معنے ہیں اپنی جان کو بیچ دینا۔ جب انسان زندگی کو وقف کر چکا تو پھر دنیا کے ذکر کو درمیان میں کیوں لاتا ہے ؟ ایسا آدمی تو صرف رسمی بیعت کرتا ہے۔ وہ تو کل بھی گیا اور آج بھی گیا۔ یہاں تو صرف ایسا شخص رہ سکتا ہے جو ایمان کو درست کرنا چاہے۔ انسان کو چاہئیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کی زندگی کا ہر روز مطالعہ کرتا رہے۔ وہ تو ایسے تھے کہ بعض مر چکے تھے اور بعض مرنے کے لئے تیار بیٹھے تھے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس کے سوائے بات نہیں بن سکتی۔ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ جو لوگ کنارہ پر کھڑے ہو کر عبادت کرتے ہیں تا کہ ابتلاء دیکھ کر بھاگ جائیں وہ فائدہ نہیں حاصل کر سکتے۔ دنیا کے لوگوں کی عادت ہے کہ کوئی ذرا سی تکلیف ہو تو لمبی چوڑی دعائیں مانگنے لگتے ہیں اور آرام کے وقت خدا تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں۔ کیا لوگ چاہتے ہیں کہ امتحان میں سے گزرنے کے سوا ہی خدا خوش ہو جائے۔ خدا تعالیٰ رحیم کریم ہے ۔مگر سچا مومن وہ ہے جو دنیا کو اپنے ہاتھ سے ذبح کردے۔ خدا تعالی ایسے لوگوں کو ضائع نہیں کرتا ،،

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۱۸۵)

ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپا